فلا قراءة مع الامام في شيء من الصلوة
٩٢
الحمد للہ کہ یہ رسالہ لطیفہ خاص عام معروف بین الانام باسم
درة النظام في منع القراءة خلف الامام على حقية مذهب الامام الهمام
...سیل البنارسی
...شاد طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الصلوٰۃ افضل ارکان الاسلام ؁ وامرنا بالاستماع والانصات حین قراءۃ الامام فی کلامہ القدیم بکمال الاہتمام ؁ فقال واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا وھو العزیز العلام ؁ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد سید الانام الذی قال بکیفیت قراءۃ الامام ؁ وقال من صلی رکعۃ لم یقرء فیہا بام الکتاب فلم یصل الا وراء الامام ؁ وحکم وقال من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ فی جملۃ الاحکام ؁ وعلی آلہ وصحبہ الذین اجمع منہم علی ترک القراءۃ خلف الامام ثمانون نفراً منہم الخلفاء العظام ؁ وعلی التابعین الراشدین منہم افضلہم وخیرہم ابوحنیفۃ الامام الہمام ؁ الذی حدثنا مرفوعاً من صلی خلف الامام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ من حدیث خاتم الانبیاء الکرام ؁ وعلی تبع التابعین الذین شرحوا مسائل الدین منہا مسئلۃ ترک القراءۃ خلف الامام فی زبرہم العظام ؁ وعلی تبع تبع التابعین الی یوم الدین من المقلدین الخواص والعوام ؁ الذین لم یخرجوا من تقلید الائمۃ المجتہدین وقلدوا اقلادۃ التقلید فی جیدہم بالصدق تمام ؁ اما بعد فقیر حقیر سراپا تقصیر بندۂ ذلیل **محمد اسمٰعیل** بنارسی حنفی تلمیذ مولانا ومقتدانا جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول عمدۃ المحققین اشرف الواعظین

فصیح اللسان صحیح البیان عالم لوذعی فاضل المعی حاجی حافظ قاری مولانا **محمد رضا علی** البناری الحنفی الفاروقی القادری النقشبندی المجددی دام اللہ فیضہم الخفی والجلی بھائی مسلمانوں کی خدمتمیں عرض کرتا ہی کہ اس رسالہ موسومہ بدرۃ النظام فی منع قراءۃ الفاتحۃ خلف الامام علی تحقیق مذہب الامام الہمام کے تحریر کی کچھ حاجت نہ تھی اسوجہ سی کہ زمانہ سلف سی تا ایندم تمام قدما ومتاخرین اپنی کتب و رسائل میں بالاتفاق تحریر فرماتے آئی ہین کہ قرات خلف امام مکروہ تحریمی ہی و بعض قائل الفساد نماز ہین مگر ان دنون شہر بنارس مین بسبب بعض لوگون کے عوام الناس مین بہت اختلاف اس مسئلہ مین پڑ گیا اگرچہ علماء بنارس و اطراف مستعد دفع اس اختلاف کے ہین و تالیف جدید کرتے ہین مگر اکثر میری احباب نے اصرار کیا کہ جو تحقیق علماء حنفیہ کی بدلائل قرآن و حدیث سے لکھنا چاہیے پس حسب درخواست احباب حنفیہ کے قدری تحریر کرنا مناسب جانا واضح ہو کہ فقیر نے سنہ ١٢٨٦ھ مین اس مسئلہ خاص کو مطابق باب محب کے چند کتب معتبرہ متون و شروح و فتاوی سے لکھکر شہر دہلی مین بخدمت شریف جناب نواب **قطب الدین خان** صاحب مہاجر فی سبیل اللہ مغفور مبرور کے ارسال کیا تھا اور جناب مولانا مرحوم نے مہر و دستخط اپنے اور جملہ علماء محققین مقلدین کے شہر مذکور سی حاصل فرما کر مرحمت فرمایا تھا وہ اصل استفتا میری پاس ہنوز موجود ہی چنانچہ ملخصاً عبارت استفتا مع عبارت جواب تصویب و تصحیح علماء موصوفین کے آخر مین اس رسالہ کے مرقوم ہی الغرض پھر اسکو مع توضیح موافق سوال سائلین کے سنہ ١٢٩٢ہجری مین چند کتب معتبرہ مثل تفسیر معالم التنزیل[1] و تفسیر مدارک[2] و تفسیر حسینی[3] و تفسیر احمدی[4] و فتح المنان[5] فی تائید مذہب النعمان و جامع البرکات[6] از شیخ عبد الحق محدث دہلوی و ارکان اربعہ[7] از مولنا عبد العلی بحر العلوم و مسلم شریف[8] و بخاری شریف[9] و سنن ابن ماجہ[10] و سنن ابی داود[11] و سنن نسائی[12] و سنن ترمذی[13] و کتاب اثمار الرجال[14] المسمی بتقریب التہذیب و موطاء[15] امام محمد و موطاء[16] امام مالک و عینی[17] شرح بخاری شریف و رسالہ[18] منع قرات خلف امام از مولوی خرم علی بلہوری و شرح[19] زرقانی بر موطاء امام مالک و حلبی[20] معروف بکبیری شرح منیۃ المصلی و فتح القدیر[21] حاشیہ ہدایۃ

وتبصیر[22] العینین وتحفہ[23] اثنا عشریہ از مولانا شاہ عبدالعزیز وشرح[24] مسلم از علامہ نووی و
مقدمہ[25] مشکوۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی وکشف[26] الغمہ عن جمیع الامہ از عبدالوہاب شعرانی
ورسالہ[27] الدلیل القوی علی ترک القراءۃ للمقتدی از مولوی احمد علی محدث سہارنپوری و
منح[28] الغفار شرح تنویر الابصار ومرقاۃ[29] حاشیہ مشکوۃ وشرح[30] شرح نخبۃ الفکر از ملا علی قاری
وزیلعی[31] شرح الکنز ورسالہ[32] منع قراءت از مولوی نذیر حسین[33] سورجگڑھی وغرۃ[34] المنیفہ فی ترجیح مذہب
ابی حنیفہ ترجمہ عربی از کتاب فارسی علامہ فخر الدین رازی ودر[35] المختار وشامی[36] حاشیہ در المختار
وطحطاوی[37] حاشیہ دیگر بر در المختار وجامع[38] الرموز وہدایہ[39] وقدوری[40] وکنز[41] الدقائق وملتقی[42] الابحر و
مختصر[43] الوقایہ وشرح[44] وقایہ وچلپی[45] حاشیہ شرح وقایہ وفتاوی[46] سراجیہ وفتاوی[47] قاضیخان
وفتاوی[48] سراج المنیر وتفسیر[49] مظہری ومالا[50] بد از قاضی ثناء اللہ پانی پتی وفتاوی[51] برہنہ ومجموعہ[52]
سلطانی وصلوۃ[53] مسعودی وغیرہ سے انتخاب کرکے بقصد رفاہ عوام لعبارات آسان تحریر کیا
مشتمل اوپر پانچ فصلوں کے **فصل اول** مین اثبات ترک قراءت خلف امام بآیہ کلام اللہ **فصل
دوم** مین ذکر احادیث ترک قراءت خلف امام **فصل سوم** مین بیان عمل اور فتوی اصحابہ
کرام کا **فصل چہارم** مین احادیث متمسکہ مثبتین مع توضیح جواب **فصل پنجم** مین عبارات
کتب فقہ درباب منع قراءت خلف الامام اللہم ثبتنا علی صراط المستقیم بحرمۃ النبی الامی
وآلہ وصحبہ اجمعین فہا انا اشرع فی المقصود متوکلا علی اللہ الرحیم الودود +

السوال

کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ حنفی کو پڑھنا سورہ فاتحہ کا خلف امام موافق تحقیق حضرت
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرات علماء حنفیہ رحمہم اللہ کے ثابت ہے یا نہین کتب معتبرہ سے بیان فرماوین

الجواب وہو الموفق والمعین

پڑھنا سورہ فاتحہ کا مقتدی کو خلف امام حسب تحقیق حضرت امامنا ومقتدانا امام اعظم فخر عالم
حضرت ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ اور تمام علماء حنفیہ کے مکروہ تحریمی ہے بلکہ بعض قائل

بفساد نماز ہین کما ہو موجود فی الکتب پس مقتدی بجز استماع اور سکوت کے قراءت نکرے
خواہ نماز جہری ہو خواہ سری اور ادلہ علماء حنفیہ رحمہم اللہ کے آیۃ کلام اللہ اور حدیث رسول
اللہ اور آثار صحابہ سے کتب معتبرہ مین موجود ہین صاحب علم اس سے خوب واقف ہین کہ کیسے کیسے
علماء محدثین اور فقہاء معتبرین اپنی کتب ورسائل مین زمانہ سلف سے آجتک تحریر فرماتے ہین
ہین کہ مقتدی خلف امام سورہ فاتحہ نہ پڑھے اگر پڑھیگا بموافق تحقیق علماء موصوفین کے گنہگار ہوگا

فصل اول در ذکر ترک قراءت خلف امام بہ نص آیہ کلام ربانی

فرمایا اللہ جلشانہ نے آخر سورہ اعراف مین وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ
تُرْحَمُوْنَ ترجمہ جب پڑھا جاوے قرآن پس سنو اسکو اور چپکے رہو شاید کہ تم رحم کیے جاؤ
علامہ بغوی علیہ الرحمۃ تفسیر معالم التنزیل مین شان نزول اس آیہ مجید کی اسطور پر تحریر فرماتے
ہین اختلفوا فی سبب نزول ہذہ الآیۃ فذہب جماعۃ الی انہا فی القراءۃ فی الصلوۃ
یعنی اختلاف کیا مفسرین نے بیچ سبب نازل ہونے اس آیۃ مجید کے پس گئی ایکجماعت
مفسرین طرف اس تحقیق کے کہ نازل ہوئی یہ آیت قراءت کرنے مین بیچ نماز کے یعنی نماز مین لوگ
خلف امام قراءت کرتے تھے اسکی ممانعت مین نازل ہوئی اور بعد بیان اختلاف کے فرمایا
والاول اولیہا وہو انہا فی القراءۃ فی الصلوۃ یعنی قول اول اولی ہے کہ یہ آیہ
نازل ہوئی قراءت کرنے نماز مین اور بعد چند سطر کے فرمایا ذہب قوم الی انہ لا یقرأ سواء
اسر الامام او جہر یروی ذلک عن جابر وبہ قال الثوری واصحاب الرای وتمسک من لا یری
القراءۃ خلف الامام بظاہر ہذہ الآیۃ یعنی گئی ایک جماعت مفسرین اس جانب کہ نہ قراءت
کرے مقتدی برابر ہے کہ پوشیدہ پڑھے امام یا جہر روایت کی گئی یہ حضرت جابر صحابی
سے اور موافق اسکے فرمایا سفیان ثوری اور اصحاب رای نے اور تمسک پکڑتے ہین وہ
لوگ کہ نہین ثابت ہے نزدیک انکے قراءت خلف امام بظاہر اسی آیہ کے انتہی ما فی المعالم
اور تفسیر مدارک مین آیہ مذکور کے ذیل مین لکھتے ہین مرقوم وجمہور الصحابۃ رضی اللہ عنہم علی انہا فی استماع المؤتم

یعنے جمہور صحابہ کا اتفاق اس امر پر ہی کہ یہ آیت بیچ استماع مقتدی کے نازل ہوئی اور مولٰنا کمال الدین حسین کاشفی تفسیر حسینی مین تحریر فرماتے ہین وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ وچون خوانده شود قرآن در نماز فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ پس بشنوید مر آنرا وَاَنْصِتُوْا و خاموش باشید و با امام تلاوت مکنید لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ شاید که رحم کرده شوید انتہی وہکذا فی التفسیر الاحمدی اور عمدة المحققین زبدة المحدثین حضرت مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ جنکی تحقیق نزدیک علماء عرب وعجم کے کالشمس فی نصف النہار روشن ہی وہ اپنی کتاب فتح المنان فی تائید مذہب النعمان مین تحریر فرماتے ہین ذہب ابو حنیفہ رح الی انہ لا یقرء لا فی السریۃ ولا فی الجہریۃ لقولہ تعالی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ وروی البیہقی انہ قال اجمع الناس علی ان ہذہ الآیۃ فی الصلوۃ وقیل ہذا ما التوراۃ عن ثمانین نفرا من الصحابۃ منہم الخلفاء الراشدون الاربعۃ رضی اللہ عنہم اجمعین انتہی یعنے حضرت مولانا موصوف فرماتے ہین کہ تحقیق حضرت امام ابو حنیفہ رح کی یہہ ہی کہ نہ قرارت کری مقتدی سورہ فاتحہ خواہ نماز سری ہو خواہ جہری موافق قول جناب باری عز اسمہ کے یعنی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ اور روایت کی بیہقی نے کہ اتفاق ہی تمام مفسرین کا اس امر مین کہ نازل ہوئی یہہ آیت درباب نماز کے اور کہا گیا کہ یہہ منقول ہی یعنی عدم قرارۃ خلف امام اسی نفر اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے از انجملہ حضرت خلفاء اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ہین اور مولانا عبد العلی بحر العلوم کہ جنکے علم وتحقیق کا تبحر بین العلماء اظہر من الشمس ہی ارکان اربعہ مین تحریر فرماتے ہین حجتنا ثانیًا قولہ تعالی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ قال احمد اتفقوا علی انہ نزل فی الصلوۃ وعن مجاہد کان علیہ الصلوۃ والسلام یقرء فی الصلوۃ فسمع فتی من الانصار فنزل وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ یعنی مولانا موصوف وسبرور نے حجت ثانیہ عدم قرارت خلف امام مین آیہ مذکورہ تحریر فرمایا اور کہا کہ فرمایا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اتفاق ہی تمام مفسرین کا کہ یہہ آیہ نازل

ہوئی درباب نماز کے اور مجاہد سے مروی ہی کہ تھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرارت کرتے ــ نماز مین پس سنی آپ نے قرارت ایک جوان انصاری سے اسوقت نازل ہوئی آیۃ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ

فصل دوم در ذکر ترک قرارت خلف امام باحادیث صحیحہ

واضح ہو کہ علاوہ اسکے حدیث رسول اللہ صلعم تفسیر آیۃ مذکورہ کے موجود ہی کما رواہ مسلم عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبنا فبین لنا سنتنا وعلمنا صلوتنا فقال اِذَا صَلَّيْتُمْ فَاَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ ثُمَّ لْيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ فاذا کبر فکبروا واذا قال ولا الضالین فقولوا آمین یجبکم اللہ فاذا کبر ورکع فکبروا وارکعوا فان الامام یرکع قبلکم ویرفع قبلکم الحدیث وفی روایۃ واذا قرأ فانصتوا یعنے صحیح مسلم مین حضرت ابو موسی اشعری رض سے مروی ہی کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا پس بیان کیا واسطی ہماری طریقہ سنت اور تعلیم فرمائی نماز ہم لوگونکو پس فرمایا جسوقت نماز پڑھو تم سب پس سیدہی کرو صفین اپنی پھر چاہیے کہ امام ہو ایک شخص تم مین سے پس جب اللہ اکبر کہی تو تم سب اللہ اکبر کہو اور جب ولا الضالین کہی تو تم سب آمین کہو دوست رکھیگا تمکو اللہ پس جب اللہ اکبر کہی اور رکوع کری پس تم سب اللہ اکبر کہو اور رکوع کرو پس تحقیق امام رکوع کرتا ہی قبل تمہاری اور رفع کرتا ہی قبل تمہاری اور ایک روایت مین صحیح مسلم کی اسقدر زیادہ ہی کہ جب قرارت کرے امام پس چپ رہو تم سب اور کہا مسلم نے عندی صحیح یعنی لفظ وَاِذَا قرأ فَاَنْصِتُوْا صاحب مسلم کے نزدیک صحیح ہی حاصل یہہ کہ اس حدیث مین تعلیم فرمانا نماز کا آنحضرت صلعم سے بتاکید ثابت ہوا اور اس تعلیم مین تکبیر تحریمہ سے رکوع تک مقتدی کو قرارت تعلیم نفرمائی اگر واجب ہوتی تو ضرور تاکید فرماتے بلکہ وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا سے ممانعت ظاہر ہی لہذا علامہ ابراہیم حلبی شرح منیۃ المصلی مین تحریر فرماتے ہین کہ ہماری دلیل ممانعت قرأۃ مین منجملہ احادیث کے یہہ ہی اِذَا صَلَّيْتُمْ فَاَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ الخ وفی سنن ابن ماجہ حدثنا ابو بکر بن ابی شیبہ حدثنا ابو خالد الاحمر عن ابن عجلان عن زید

بن اسلم عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانصتوا واذا قال غیر المغضوب علیہم و
لا الضالین فقولوا آمین الخ یعنی صاحب سنن ابن ماجہ اس حدیث کو مرفوعاً اس طرح
سے روایت کرتے ہین کہ حدیث بیان کی ہمسے ابوبکر ابن شیبہ نے اور انھون نے
کہا کہ حدیث کی ہمسے ابو خالد احمر نے انھون نے ابن عجلان سے انھون نے زید بن اسلم سے
اور وہ ابو صالح سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ابو ہریرہ نے کہ فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے سواے اسکے نہین کہ مقرر کیا گیا امام تاکہ اقتدا کیجاوے ساتھ اسکے
پس جب اللہ اکبر کہے تو تم سب اللہ اکبر کہو اور جب قرارت کرے تو تم سب چپکے رہو اور جب
ولا الضالین کہے تو آمین کہو پس موافق حدیث مسلم اور ابن ماجہ کے صاف ظاہر ہے کہ بجز
تکبیر تحریمہ اور ولا الضالین کے مقتدی قرارت نکرے اور رواۃ اسکے ثقاہت و عدالت مین
نزدیک حضرات محدثین کے نہایت معتبر ہین چنانچہ علامہ ابن حجر تقریب مین تحریر فرماتے
ہین ابوبکر بن ابی شیبۃ الکوفی ثقۃ حافظ صاحب التصانیف من العاشرۃ مات سنۃ
خمس وثمانین ومائتین یعنی ابوبکر بن ابی شیبہ کوفی ثقہ حافظ حدیث صاحب تصانیف
ہین طبقہ عاشرہ سے انتقال کیا ۲۸۵ھ مین اور احوال ابو خالد احمر کا یہ ہے کہ ابو خالد
کنیت ہے نام انکا سلیمان ابن حیان ہے ثقاہت و امانت مین نہایت ممتاز ہین کہ بخاری
اور مسلم وغیرہ ایک جماعت ائمہ محدثین نے انکی روایت کو اختیار کیا کما قال العینی
فی شرح البخاری اما ابو خالد فقد اخرج منہ الجماعۃ کما ذکرنا وقال ابو اسحق بن ابراہیم
سالت وکیعاً فقال وابن ابو خالد ممن یسئال عنہ وقال ابو ہشام الرفاعی ثنا ابو خالد
الاحمر الثقۃ الامین انتہی ما فی شرح البخاری یعنی علامہ عینی فرماتے ہین کہ نقل کیا
حدیث کو ابو خالد سے ایک جماعت ائمہ محدثین نے اور کہا ابو اسحق بن ابراہیم نے
دریافت کیا مین نے وکیع سے حال ابو خالد کا فرمایا انھون نے کہان ابو خالد اور کہان

وہ لوگ جنکا حال دریافت کیا جاوے یعنی نہایت ثقہ ہے کچھ حاجت دریافت کی نہین اور کہا
ابو ہشام رفاعی نے حدیث کی ہمسے ابو خالد احمر ثقہ امین نے اور ابن عجلان کہ نام انکا
محمد ہے انکی نسبت علامہ ابن حجر تقریب مین فرماتے ہین محمد بن عجلان صدوق یعنی نہایت
راستگو ہین اور زید ابن اسلم کی صداقت مین علامہ موصوف فرماتے ہین زید بن اسلم العدوی
المدنی ثقۃ عالم یعنی زید ابن اسلم عدوی مدنی نہایت معتمد اور عالم ہین اور ابو صالح بھی
علی ہذا القیاس نہایت معتمد ہین انتہی ما فی التقریب اور ابو ہریرہ کی بزرگی تو ہر
خاص و عام پر ظاہر ہے کہ صحابی مشہور کثیر الروایت ہین اور سنن النسائی مین دو روایت
اس مضمون کی موجود ہین روایت اول مین جمیع رواۃ ابن ماجہ سے کہ جنکی روایت مذکور ہے
روایت کیا اور ثانی مین یون روایت کی اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن المبارک حدثنا محمد
بن سعد الانصاری قال حدثنی محمد بن عجلان عن زید بن اسلم عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرء
فانصتوا انتہی پس علاوہ رواۃ مذکورین کے دو راوی اسمین اور ہین اول محمد بن عبد اللہ
ابن المبارک جنکو علامہ ابن حجر فرماتے ہین محمد ابن عبد اللہ بن المبارک المخزومی ثقۃ حافظ
اور ثانی محمد بن سعد الانصاری صدوق یعنی محمد بن عبد اللہ نہایت معتمد حافظ حدیث
ہین اور محمد بن سعد الانصاری بھی علی ہذا القیاس از حد راستگو ہین انتہی ما فی التقریب
بالجملہ حدیث صحیح مذکور سے بدرجہ اتم ظاہر ہے کہ مقتدی بجز سکوت کے قرارت نکرے
لہذا مولانا خرم علی محدث بلہوری اپنے رسالہ منع قرارت خلف امام مین ترقیم فرماتے ہین
کہ یہہ حدیث تفسیر آیت واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا کی ہے یعنی فاستمعوا لہ
اذا جہر وانصتوا اذا خافت والا یلزم التکرار انتہی اگر کسی صاحب کے ذہن مین یہہ خدشہ
گذرے کہ اس روایت مین لفظ واذا قرء فانصتوا حدیث مین محفوظ نہین ہے جیسا کہ
کہا ابو داود نے قولہ وانصتوا لیس بمحفوظ کہ یہہ خطا ابو خالد کی ہے جو راوی اس حدیث

جواب

کاہی جواب اسکا یہہ ہی کہ علامہ عینی حنفی نے شرح صحیح بخاری مین اس لفظ کو بدرجۂ
اتم صحت کو پونہچا کر معترضین کے قول کو رد کیا اور بعد اوسکے فرمایا عن ابن حنبل انہ
صَحَّحَ الحدیثان یعنی حدیث ابی موسی وحدیث ابی ہریرۃ والعجب من ابی داؤد انہ
نسب الوہم الے ابی خالدٍ وہو ثقۃٌ بلاشکٍ انتہی ما فی العینی یعنی امام احمد حنبل سی مروی
ہی کہ دونو حدیثین صحیح ہین اول ابو موسی اشعری کی جو مسلم نے روایت کی اور ثانی جو
ابن ماجہ اور نسائی نے ابو ہریرہ سی روایت کی اور نہایت تعجب ہی ابو داؤد سے کہ
اُنھون نے نسبت کی وہم کی طرف ابو خالد کے اور حال یہہ ہی کہ وہ بلاشک ثقہ ہین
اور جناب مولانا بلہوری موصوف اپنی رسالہ مین تحریر فرماتے ہین ملخص اُسکا یہہ ہی کہ منذری
نے مختصر مین اس قول کو یعنی قول ابو داؤد کو رد کیا اور فرمایا کہ ابو خالد کنیت سلیمان بن
حیان کی ہی جو عمدہ ثقات رواۃ سی ہی کہ بخاری اور مسلم نے اُسکی روایت کے ساتھہ حجت
پکڑی مع ہذا ابو خالد احمر اس روایت مین منفرد نہین بلکہ محمد بن سعد الانصاری بھی اس
روایت مین ہمعنان اُسکا ہی چنانچہ نسائی مین دونو روایت موجود ہین من شاء فلینظر الیہ
اور علاوہ اسکے ابن خزیمہ نے بھی تصحیح الحدیث کی مع لفظ فانصتوا کے کی ہی پس
طعن طاعن ساقط الاعتبار ہی انتہی اور علامہ ابراہیم حلبی شرح منیۃ المصلی مین تحریر
فرماتے ہین ولا یلتفتُ الی تضعیفِ ابی داؤد وغیرہ لہذہ الزیادۃ بعد صحۃ طریقہا وثقۃ
راویہا انتہی وہکذا فی فتح القدیر ـ یعنی نہین خیال کیا جاویگا طرف ضعیف کہنے ابو داؤد
وغیرہ کے لفظ واذا قرء فانصتوا کو بعد صحت پونہچنے اوسکے طریق کے اور ثقہ ہونے
راوی اوسکے کے اور مانند اسکے فتح القدیر مین ہی اور مولانا بشیر الدین احمد بہاری
تبصیر العینین مین لکھتی ہین ہذا مسلمٌ جبلٌ من جبال ائمۃ الحدیث واہل النقل حکم بصحۃ
ہذا الحدیث وقد ایدتہ ایۃٌ یعنی صاحب مسلم نے جو ایک پہاڑ ہی پہاڑون ائمہ حدیث اور
اہل نقل سی حکم کیا ساتھہ صحیح ہونے اس حدیث کے اور تحقیق مؤید اسکی آیہ کریمہ اذا قرئ

القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا ہی انتہی ما فی التبصیر پس ہرگاہ ایسے ایسے علماء مشاہیر
اسکی صحت مین شاہد ہین تو پہر اسکی تصحیح مین کیا کلام خلاصۃ المرام یہہ کہ احادیث صحیحہ اور
آیۂ مذکورہ سے عدم قرارت خلف امام بہر دو حال ثابت ہی اور سوای اسکے وہ حدیث جو
ای سرا وجہرا ۱۲ منہ
سنن ابن ماجہ مین بروایت جابر بن عبد اللہ مروی ہی اس سی قرارت ماموم کی بمعرفت
قرارت امام مثبت ہی عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
کان لہ امامٌ فانّ قرارۃ الامام لہ قرارۃٌ یعنی سنن ابن ماجہ مین جابر بن عبد اللہ سی مروی
ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ اوسکے واسطے امام ہو تو قرارت
امام کی بعینہ قرارت اُسکی ہی اُسکو اپنی زبان سی پڑھنا ضرور نہین کیونکہ باوجود حاصل
ہونے قرارت کے اگر پھر مقتدی نے قرارت کی تو اُسکی جانب سی دو قرارت حاصل
ہونگی اور امام کی ایک اور یہہ صورت غیر معہود ہی کما فی الارکان الاربعہ وحجتنا انّ
قرارۃ الامام قرارۃٌ لہ بالنص فلو قرأ المقتدی لزم لہ قراءتانِ وہو غیر معہودٍ فی الشرع

حجت

اگر کوئی اعتراض کرے کہ حدیث من کان لہ امامٌ جو ابن ماجہ سی منقول ہی اُسکی رواۃ مین
ایک شخص جابر جعفی رافضی ہے کہ اُسکا رفض مسلم وغیرہ سی ظاہر ہی پس یہہ روایت قابل
استدلال نہین

سوال ۱۲

جواب اسکا یہہ ہی کہ جابر جعفی اس روایت مین منفرد نہین بلکہ اوسکے
ساتھہ ابو زبیر بھی موجود ہین من شاء فلینظر ثمہ پس جابر جعفی کا اس روایت مین عدم
وجود مساوی ہی لہذا مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ تحفہ اثنا عشریہ مین

جواب

تحریر فرماتے ہین ملخص اُسکا یہہ ہی کہ ترمذی وابو داؤد ونسائی وابن ماجہ نے روایت
جابر جعفی کو ساتھہ متابعات اور شواہد کے قبول کیا اور جس روایت مین وہ منفرد ہی اُسکو
رد کیا پس اس روایت مین ابو زبیر جبکہ اُسکا متابع اور شاہد موجود ہے کہ جسکی روایت
مسلم وغیرہ نے اختیار کی کیونکر ساقط الاعتبار ہوگی علاوہ اس کے حدیث کے طرق
متعدد ہین ایک جماعت صحابہ کرام نے اُسکو روایت کیا مثل جابر بن عبد اللہ وابن

ف

قول مولانا عبد العزیز قدس سرہ ۱۲

عمر و ابو سعید خدری و ابو ہریرہ و ابن عباس و انس بن مالک وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
اجمعین سے چنانچہ روایت جابر بن عبد اللہ کی ابن ماجہ نے نقل کی من کان لہ امام الخ اور روایت
ابو سعید کی طبرانی نے اوسط میں قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امام
فقراءتہ لہ قراءۃ اور روایت ابو ہریرہ کو طبرانی نے اپنی سنن میں ذکر کیا من کان لہ امام
فقراءۃ الامام لہ قراءۃ اور روایت ابن عباس کی دار قطنی نے روایت کی عن
النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال یکفیک قراءۃ الامام خافت او جہر اور روایت انس بن مالک
کی ابن حبان نے نقل کی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امام
فقراءۃ الامام لہ قراءۃ کذا فی العینی شرح البخاری الغرض یہہ حدیث اگرچہ بجہت بعض
رواۃ کے فی نفسہ ضعیف ہی ولیکن بباعث کثرت طرق کے درجہ کمال صحت کو پہنچی لہذا
مولانا بحر العلوم ارکان اربعہ مین لکھتے ہین اسناد حدیث من کان لہ امام الخ اقوے
من اسناد عبادۃ بن الصامت انتہی یعنی اسناد حدیث من کان لہ امام الخ کے قوی
زیادہ ہی اسناد عبادہ بن صامت سے اور موید اسکے وہ حدیث ہی جو امام محمد نے موطا مین
حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مرفوعاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک روایت کی
جمیع رواۃ اسکی ثقاہت اور بزرگی مین بخاری اور مسلم کی شرط پائی گئی قال محمد بن الحسن
فی موطائہ ثنا ابو حنیفۃ ثنا ابو الحسن موسیٰ بن ابی عائشہ عن عبد اللہ بن شداد بن الہاد عن جابر بن
عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلی خلف الامام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ
یعنے امام محمد نے اپنی موطا مین فرمایا کہ حدیث بیان کی ہم سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے
اونھون نے ابو الحسن موسیٰ بن ابی عائشہ سے اونھون نے عبد اللہ بن شداد بن الہاد سے
اونھون نے جابر بن عبد اللہ سے اونھون نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے
جس شخص نے اقتدا کی خلف امام پس تحقیق قراءت امام کی عین قراءت اسکی ہی پس جبکہ
بارشاد نبی صلعم قراءت ماموم بذریعہ امام ثابت ہوئی تو پھر قراءت کرنا ماموم کا ایک امر

زوائد سے ہوگا اب ثقاہت رواۃ کو ملاحظہ فرمانا چاہیے پس امام محمد اور امام ابو حنیفہ رحمہما
اللہ کی ثقاہت اور جلالت تو نزدیک فقہا اور محدثین کے بالاتفاق ثابت ہی کچھ حاجت
تحریر نہین اور ابو الحسن موسیٰ بن ابی عائشہ انکی نسبت علامہ ابن حجر تقریب مین تحریر فرماتے
ہین موسیٰ بن ابی عائشہ الہمدانی بسکون المیم مولاہم ابو الحسن الکوفی ثقۃ عابد من الخامسۃ
یعنے موسیٰ ابن ابی عائشہ ابو الحسن کوفی ہی نہایت معتمد اور عابد راویون مین درجہ
دوم اور طبقہ پنجم سے ہین پس علامہ موصوف تو انکی توثیق ان صفت سے کرتے ہین کمال
تعجب ہی ان صاحب کے حال پر کہ ایسے معتمد مشہور راوی کو جہالت یا الغرض خاص اپنی کسی مطلب
کے لکھا کہ ہر طریق مین ابو الحسن کوفی پڑے ہوئے ہین جنکو علامہ ابن حجر مجہول کہتے ہین
کما قال ابو الحسن الکوفی مجہول - یہہ نہ خیال کیا کہ یہہ ابو الحسن کس طبقہ مین ہی اور روایت
اسکی کس کتاب مین مروی ہی حال آنکہ یہہ ابو الحسن کوفی مجہول طبقہ سادسہ مین ہی چنانچہ علامہ
موصوف فرماتے ہین ابو الحسن الکوفی مجہول من السادسۃ انتہی یعنی یہہ ابو الحسن کوفی
مجہول چھٹے طبقہ مین ہی اور اوسکے نام پر رمز حرف د مرقوم ہی اشارہ اسمین یہہ ہی کہ ابو داؤد
نے اسکی روایت اپنی سنن مین داخل کی اور وہ ابو الحسن موسیٰ بن ابی عائشہ مشہور و معروف
جنسے حضرت ابو حنیفہ رح نے روایت کی وہ طبقہ پنجم مین نہایت جلیل القدر راوی ہین
اونکے نام پر رمز حرف ع مرقوم ہی اشارہ یہہ ہی کہ صحاح اور علاوہ صحاح کے اور ائمہ
محدثین نے بھی انکی روایت کو اپنی کتاب مین داخل کیا اگر یہہ کہین کہ ارسال کرتے تھے
جیسا کہ علامہ موصوف فرماتے ہین کان یرسل پس جواب اسکا یہہ ہی کہ اس روایت
مین ارسال نہین کیا اور اگر بالفرض یہہ روایت مرسل بھی ہوتی تو ایسے راوی کا ارسال
نزدیک محققین کے صحیح ہی کما قال النووی فی شرح المسلم مذہب مالک و ابو حنیفۃ و
احمد و اکثر الفقہاء الی جواز الاحتجاج بالمرسل یعنی امام مالک اور ابو حنیفہ اور احمد اور
اکثر فقہا کی رای یہہ ہی کہ جائز ہے حجت ساتھہ حدیث مرسل کے کذا قال الشیخ الدہلوی

فی مقدمۃ المشکوۃ ـ پس جبکہ ابو الحسن موسی ابن عائیشہ کی فضیلت و امانت نزدیک محدثین کے ثابت ہوئی تو پھر اُس ابو الحسن کو فی مجہول سے کیا نسبت فقاتل ولاتکن من الغافلین آور عبد اللہ بن شداد بن الہاد مدنی زمانہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مین پیدا ہو تحرر ذکر کیا انکو عجلی نے کبار تابعین ثقات سے اور تھے شمار کئے گئے بیچ فقہا کے اور جابر بن عبد اللہ صحابی ابن صحابی ہین اٹھارہ جہاد مین کافرون سے مقابلہ کیا اور خوب لڑے انتہی ما فی التقریب اور اِس حدیث کو مرفوعاً و مرسلاً بکثرت ائمہ محدثین نے اپنی کتب مین نقل کیا چنانچہ دارقطنی نے اپنے سنن مین او طبرانی نے معجم اوسط مین آور امام احمد حنبل نے اپنے مسند مین مرفوعاً روایت کیا اور اِس حدیث کے وجہ ورود مین ایک قصہ واقع ہوا چنانچہ قدوۃ الانام کمال الدین ابن ہمام نے فتح القدیر مین اور علامہ حلبی نے شرح منیۃ المصلی مین بروایت حاکم مرفوعاً نقل کیا ملخص اُسکا یہہ ہے کہ ایکروز آنحضرت صلعم مع جماعت صحابہ کرام نماز ادا فرماتے تھے منجملہ صحابہ کرام کے ایک شخص نے پیچھے آپکے قرارت کی پس ایک صحابی کو معلوم ہوا انھون نے باشارت ممانعت کی مگر باز نرہا بعد فارغ ہونے کے اُس منع کرنیوالیکے پاس آیا اور کہا کہ تو منع کرتا ہے قرارت خلف رسول اللہ صلعم سے پس باہم دونومین نزاع ہونے لگی یہانتک کہ یہہ مقدمہ بجناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مذکور ہوا اُسوقت آپ نے یہ ارشاد فرمایا ـ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَۃَ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ یعنی اُس پڑہنے والے کو آپ نے البتہ سمجھا دیا کہ جو شخص مقتدی ہو اُسکو بذریعہ امام قرارت حاصل ہوئی قال ابو حنیفۃ رح اِنَّ ذٰلِکَ کَانَ فِی الظُّہْرِ اَوِ الْعَصْرِ فرمایا امام ابو حنیفہ رح نے بیشک یہہ معاملہ ظہر یا عصر مین واقع ہوا پس معلوم ہوا کہ یہہ حدیث در باب نماز سریہ کے ارشاد ہوئی لہذا امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ اور جملہ علماء حنفیہ مطلق قرارت خلف امام سے منع فرماتے آئے اسوجہ سے کہ احادیث درباب سکوت موتم نماز جہریہ اور سریہ دونومین پائی گئی کما مر آور علاوہ احادیث مرقومہ کے

اسبابمین کتب صحاح اور غیر صحاح مین حدیثین موجود ہین من شاء فلینظر فی کتب الاحادیث

فصل سوم در ذکر ترک قرارت خلف امام بدلیل عمل و فتوی صحابہ کرام کے

واضح ہو کہ سوا اِس کے ایک جماعت صحابہ کرام نے ترک قرارت خلف امام مین فتوی دیا اور ممانعت مین تاکید بلیغ فرمائی کما قال قاضی ثناء اللہ پانی پتی فی تفسیر المظہری رُوِیَ عن جماعۃٍ من الصحابۃ ترکُ القراءۃِ خَلْفَ الامام انتہی یعنی قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری مین تحریر فرماتے ہین کہ روایت کی گئی ایک جماعت صحابہ کرام سے نہ قرارت کرنی پیچھے امام کے انتہی وعن ابی النعیم وہب بن کیسان انہ سمع جابر بن عبد اللہ یقول مَنْ صَلّٰی رکعۃً لم یقرأ فیہا بِاُمِّ القرآن فلم یُصَلِّ اِلَّا وراءَ الامام رواہ مالکؒ فی الموطا والترمذی فی سننہ یعنی امام مالک اپنی موطا مین اور ابو عیسی ترمذی اپنی سنن مین بروایت ابی النعیم وہب بن کیسان فرماتے ہین کہ سُنا وہب نے جابر بن عبد اللہ سے وہ فرماتے تھے کہ جسنے پڑہی ایک رکعت اور نہ پڑھی اُسمین سورہ فاتحہ پس گویا نماز ہی نہین پڑھی یعنی نماز اُسکی ناقص ہے مگر پیچھے امام کے یعنی یہہ حکم منفرد اور امام کے حق مین ہے نہ مقتدی کے حق مین لہذا علامہ زرقانی اسکی شرح مین لکھتے ہین الا وراء الامام فقد صلی ففیہ انہا لا تجب علی الماموم مگر پیچھے امام کے جسنے اقتدا کی اُسنے نماز پڑھی یعنی جبکہ امام نے قرارت کی تو عین قراءۃ مقتدی کی ہوئی اور اُسکی نماز ہو گئی پس اِسمین یہہ امر ثابت ہوا کہ قراءۃ مقتدی کو واجب نہین ؛

فائدہ باوجودیکہ علامہ زرقانی حنفی نہین ہے اوسکے قول سے بھی وجوب قرارت خلف امام ثابت نہین ہوا اور مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری شاگرد رشید مولانا محمد اسحق صاحب محدث دہلوی رسالہ الدلیل القوی مین تحریر فرماتے ہین پس ازین آثار و اخبار صاف و صریح ہویدا ست کہ اتفاق عامہ صحابہ و تابعین وغیرہ برین ست کہ قراءۃ خلف امام یعنی فاتحہ یا بغیر آن در صلوۃ سریہ باشد یا جہریہ اصلا نباید خواند و ہمین ست مذہب حنفیہ و ہو قال لما علیہ الجمہور انتہی اور مثل روایت حضرت جابر کے کشف الغمہ عن جمیع الامۃ صفحہ ۱۲۹ مطبوعہ مصر مین حدیث مروی ہے ابن عباس سے

قال ابن عباس رض کان رسول اللہ صلعم یقول من صلی رکعۃ لم یقرأ فیہا بام الکتاب فلم یصل الا وراء الامام الغرض اس سے بھی قرارت فاتحہ خلف امام ثابت نہین بلکہ ممانعت ثابت ہے وقال العینی رح فی شرح البخاری قلت روی عبدالرزاق فی مصنفہ اخبرنی موسی بن عقبۃ ان رسول اللہ صلعم وابابکر وعمر وعثمان کانوا ینہون عن القراءۃ خلف الامام یعنی علامہ عینی شرح صحیح بخاری مین تحریر فرماتے ہین کہ کہتا ہون مین روایت کی عبدالرزاق نے اپنی مصنف مین خبر دی مجکو موسی بن عقبہ نے کہ بیشک رسول خدا صلعم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم منع کرتے تھے قرارت خلف امام سے انتہی وعن نافع ان عبداللہ بن عمر کان اذا سئل ہل یقرأ احد خلف الامام قال اذا صلی خلف الامام تحسبہ قراءۃ الامام واذا صلی وحدہ فلیقرأ قال وکان عبداللہ بن عمر لا یقرأ خلف الامام رواہ مالک فی الموطا۔ امام مالک نافع رض سے روایت کرتے ہین فرمایا نافع نے کہ بیشک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جسوقت سوال کیے جاتے تھے کہ آیا قرارت کرے کوئی شخص خلف امام تو فرماتے کہ جب پڑھے پیچھے امام کے پس کفایت ہے اسکو پڑھنا امام کا اور جب تنہا نماز پڑھے پس چاہیے کہ ضرور قرارت کرے فرمایا نافع نے کہ عبداللہ بن عمر نہین قرارت کرتے تھے پیچھے امام کے علامہ زرقانی رح اسکی شرح مین تحریر فرماتے ہین فعلم وجوبہا عندہ علی الامام والمنفرد پس معلوم کیا گیا اس سے واجب ہونا قرارت کا نزدیک عبداللہ بن عمر رض کے امام اور منفرد پر ایضا فیہ قال ابن عبدالبر ظاہرہ انہ لا یری القراءۃ فی سر الامام ولا فی جہرہ انتہی ما فی الزرقانی اور بھی علامہ زرقانی شرح مذکور مین لکھتے ہین کہ فرمایا ابن عبدالبر نے ظاہر اس قول کا یہہ ہے کہ عبداللہ بن عمر کے نزدیک نہین ثابت ہوا قرارت کرنا مقتدی کا نماز سریہ اور جہریہ دونون مین خلاصہ یہہ کہ اس روایت سے فتوی اور عمل ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عدم قرارت خلف امام پر دال ہے پس جبکہ ایسے جلیل القدر صحابی نے باوجود اتباع سنت خلف امام قرارۃ نکی تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرارت خلف امام خلاف سنت ہے پس واجب تو کیا اگر سنت

۵ کذا فی الدلیل القوی مولوی احمد علی ... نور ...

۶ روایت

بلکہ مستحب بھی ہوتا تو ہرگز ترک نفرماتے اور تصحیح اس روایت کی حضرات محدثین کو بدرجہ اتم پونہچی چنانچہ علامہ ابن حجر تقریب مین تحریر فرماتے ہین قال البخاری اصح الاسانید کلہا مالک عن نافع عن ابن عمر یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ صحیح تر اسناد وہ ہے جو امام مالک نے نافع سے اور اونھون نے ابن عمر رض سے روایت کی پس یہہ روایت ابن عمر رض کی جسکو امام مالک رح نے اپنی موطا مین نقل کی بقول امام بخاری علیہ الرحمۃ نہایت صحت کو پونہچی کہ جس سے عدم قرارت خلف امام ثابت ہوا بالجملہ صحابہ کرام کو حدیث رسول اکرم صلعم درباب منع قرارت خلف امام بکثرت پونہچی لہذا تارک اس فعل کے ہوئے اور ممانعت مین تاکید بلیغ فرمائی یہانتک کہ حضرات محدثین نے اسی نفر مشاہیر صحابہ کرام کو بالتعین شمار کیا کما قال العینی فی شرح البخاری قد روی منع القراءۃ عن ثمانین نفرا من کبار الصحابۃ منہم المرتضی والعبادلۃ الثلثۃ واسامیہم عند اہل الحدیث فکان اتفاقہم بمنزلۃ الاجماع یعنی علامہ عینی شرح صحیح بخاری مین تحریر فرماتے ہین کہ تحقیق مروی ہے منع قرارت خلف امام اسی نفر بزرگ ترین اصحاب نبی صلعم سے ازانجملہ حضرت علی اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود ہین رضی اللہ عنہم اجمعین پس اسقدر جماعت کثیر صحابہ کرام کا متفق ہونا بمنزلہ اجماع کے ہے وایضا فیہ وذکر الشیخ الامام عبداللہ بن یعقوب الحارثی السبذمونی فی کتاب کشف الاسرار عن عبداللہ بن زید بن اسلم عن ابیہ قال کان عشرۃ من اصحاب النبی علیہ السلام ینہون عن القراءۃ خلف الامام اشد النہی ابوبکر الصدیق وعمر الفاروق وعثمان بن عفان وعلی بن ابی طالب وعبدالرحمن بن عوف وسعد بن ابی وقاص وعبداللہ بن مسعود وزید بن ثابت وعبداللہ بن عمر وعبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اور بھی علامہ موصوف اسی شرح بخاری مین لکھتے ہین کہ ذکر کیا شیخ الامام عبداللہ بن یعقوب حارثی سبذمونی نے کتاب کشف الاسرار مین بروایت عبداللہ بن زید بن اسلم اور وہ اپنے والد زید بن اسلم سے کہ دس اصحاب نبی صلعم کے منع کرتے تھے قرارت خلف امام سے بشدت تمام وہ صحابہ کرام یہہ ہین ابوبکر اور عمر اور

۶ روایت منع قرارت خلف امام از خلفاء راشدین ...

عثمان اور علی اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود اور زید
بن ثابت اور عبداللہ بن عباس رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین اور راوی اسکے یعنی
عبداللہ بن زید اور زید بن اسلم ثقاہت اور عدالت مین نہایت مشہور ہین کما فی التقریب
وقال العلامۃ ابراہیم الحلبی فی شرح منیۃ المصلے وقدوۃ الانام کمال الدین بن ہمام
فی فتح القدیر وغیرہما روی الطحاوی فی شرح الآثار ثنا یونس بن عبدالاعلے ثنا عبداللہ
بن وہب اخبرنی حیوۃ بن شریح عن بکر بن عمرو عن عبداللہ بن مقسم انہ سئل عبداللہ بن
عمر و زید بن ثابت و جابر بن عبداللہ فقالوا لا تقرأ خلف الامام فی شیئ من الصلوۃ یعنی
علامہ ابراہیم حلبی اور قدوۃ الانام کمال الدین بن ہمام فرماتے ہین کہ روایت کی امام ابوجعفر
طحاوی نے شرح آثار مین کہ روایت کی ہمسے یونس بن عبدالاعلی نے اور اُنہون نے
عبداللہ بن وہب سے وہ فرماتے ہین کہ خبر دی مجکو حیوۃ بن شریح نے اور وہ روایت کرتے
ہین بکر بن عمرو سے اور وہ عبداللہ بن مقسم سے کہ سوال کیگئی قرارت خلف امام مین عبداللہ
بن عمر اور زید بن ثابت اور جابر بن عبداللہ پس تینون صاحب نے بالاتفاق فرمایا کہ نہ قرارت
کرو پیچھے امام کے کسی نماز مین یعنی خواہ نماز سری ہو یا جہری قرارت خلف امام جایز نہین
آب ثقاہت رواۃ کو ملاحظہ فرمایئے اول یونس بن عبدالاعلی کہ اُنکی صفت مین علامہ ابن حجر
فرماتے ہین ثقۃٌ یعنی نہایت راست گو ہین اور عبداللہ بن وہب کی نسبت ثقۃٌ حافظٌ عابد
فرمایا یعنی عبداللہ بن وہب نہایت راستگو حافظ حدیث اور عابد ہین اور حیوۃ بن
شریح کو لکھا ثقۃ ثبتٌ فقیہٌ زاہدٌ یعنی حیوۃ بن شریح راستگو ثابت فی العدالت فقیہ زہد و
تقوی مین از حد ممتاز ہین اور بکر بن عمرو اور عبداللہ بن مقسم کو ثقۃٌ تحریر فرمایا انتہی ما
فی التقریب اور عبداللہ بن عمر اور زید بن ثابت اور جابر بن عبداللہ کی بزرگی ظاہر ہی کہ
صحابی مشہور و معروف ہین باوجود اسکے اوصاف حمیدہ اُنکے اوپر بیان ہوئے اور صحیح مسلم
مین عطا بن یسار سے مروی ہی انہ سأل زید بن ثابت عن القراءۃ مع الامام فقال لا قراءۃ

مع الامام فی شیئ یعنے عطا بن یسار نے سوال کیا زید بن ثابت سے قرارت کرنے سے ساتھ
امام کے پس فرمایا نہین قرارت ہی ساتھ امام کے کسی شی مین یعنی خواہ نماز سری ہو یا جہری
مگر خلف امام پڑھنا جایز نہین وقال النووی الشافعی فی شرحہ فیستدل بہ ابو حنیفۃ رضی اللہ
عنہ وغیرہ ممن یقول لا قراءۃ علی المأموم فی الصلوۃ سواء کانت سریۃ او جہریۃ اور فرمایا
علامہ نووی شافعی نے شرح مسلم مین پس دلیل پکڑتی ہی ساتھ اس روایت کے ابوحنیفہ
رضی اللہ عنہ اور سوای اُنکے اُن لوگون نے کہ کہتے ہین نہین قرارت ہی اوپر مقتدی کے نماز
مین مساوی ہی کہ نماز سریہ ہو خواہ جہریہ دروی محمد بن الحسن فی موطائہ عن سفیان بن
عیینۃ عن منصور عن ابی وائل قال سئل عبداللہ بن مسعود عن القراءۃ خلف الامام قال
انصت فان فی الصلوۃ شغلا وسیکفیک قراءۃ الامام یعنی روایت کی امام محمد رحمۃ اللہ نے
اپنی موطا مین سفیان بن عیینہ سے اور اونہون نے منصور سے اور اونہون نے ابووائل سے
فرمایا کہ سوال کیگئی عبداللہ بن مسعود قرارت کرنے سے پیچھے امام کے جواب دیا عبداللہ نے
کہ چپ رہ تحقیق نماز مین ایک شغل ہی اور کفایت ہی تجکو قرارت کرنا امام کا انتہی پس سفیان
ابن عیینہ کی ثقاہت اور بزرگی نزدیک حضرت محدثین کے ثابت زیادہ برین نیست کہ
قبل دو برس انتقال کے حافظہ مین فرق آگیا تھا اور کسیوقت تدلیس کرتے تھے مگر روایت
اُنکی صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ مین مروی ہی مشاہیر رواۃ سے ہین اور منصور بن معتمر بن عبداللہ کوفی
ثقہ اور ثابت فی العدالت ہین اور ابووائل کہ نام اُنکا شقیق ہی سلمہ اسدی کے بیٹے وہ بھی نہایت
ثقہ ہین کما فی التقریب والیضا روی محمد فی موطائہ عن داود بن قیس الفراء المدنی قال
اخبرنی بعض ولد سعد بن ابی وقاص ان سعدا قال وددت ان الذی یقرأ خلف
الامام فی فیہ جمرۃ یعنی اس روایت کو بھی امام محمد نے اپنی موطا مین بروایت داود بن
قیس فرا مدنی نقل کیا فرمایا داود نے کہ خبر دی مجکو بعض اولاد سعد بن ابی وقاص نے کہ بیشک
سعد نے فرمایا کہ دوست رکھتا ہون تحقیق وہ شخص کہ پڑھتا ہی پیچھے امام کے اُسکے مُنہ مین

انکار ہو آگے ہوان انتہی پس اس روایت میں اول داود بن قیس فرار مدنی ہیں ثقاہت اور فضیلت میں نہایت ممتاز اور سعد بن ابی وقاص تو عشرہ مبشرہ سے ہیں کہ جنکو بشارت جنتی ہونے کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے انتہی ما فی التقریب وایضا قال محمد نے موطائہ عن داود بن قیس عن ابن عجلان ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال لیت فی فم الذی یقرأ خلف الامام حجرا اور اس روایت کو بھی امام محمد نے موطا میں نقل کیا بروایت داود بن قیس اور انھون نے ابن عجلان سے کہ بیشک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کاش منہ میں اس شخص کے کہ قرارت کرتا ہے پیچھے امام کے پتھر ہو پس کمال ممانعت آپکے اس کلام سے ثابت ہوئی کہ جو شخص خلف امام پڑھتا ہے اسکا منہ بند ہو جاوے تاکہ قرارت نکرے ورنہ مخالف فرمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور راوی اسکے یعنی داود بن قیس اور ابن عجلان ان دونو صاحب کا حال اوپر بتفصیل گذرا حاجت اعادہ نہین وروی ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن جابر قال لا یقرأ خلف الامام ان جہر ولا ان خافت یعنی روایت کی ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف مین بروایت جابر بن عبداللہ کے نہ قرارت کرے مقتدی خلف امام بہ جہر قرارت کرے امام یا باخفا انتہی خلاصہ یہہ کہ جم غفیر صحابہ کرام نے عدم قرارت خلف امام مین فتوی دیا اور ممانعت بلیغ فرمائی کما قال العینی نے شرح البخاری قال الطحاوی فہو لاء جماعۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد اجمعوا علی ترک القراءۃ خلف الامام وقد وافقہم علی ذلک ما قد روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مما قد منا ہ یعنی امام ابوجعفر طحاوی فرماتے ہین پس یہہ ایک جماعت اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اجماع کیا اوپر ترک قرارت خلف امام کے اور موافق پڑی ان لوگون کی ترک قرارت پر وہ بات کہ مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی وہ روایت کہ قبل اسکے ذکر کیا ہمنے انتہی بالجملہ یہہ چند احادیث رسول کریم اور آثار وفتوے ایک جماعت اصحاب عظیم الشان سے ہمنے مع اسمار الرجال کتب احادیث تصحیح سے تحریر مین آئی زیادہ تحقیق جن صاحب کو منظور ہو کتب مذکورہ مین بلا تعصب ملاحظہ فرماوین بخوبی توضیح حاصل ہو جاویگی

اگر کسی صاحب کے ذہن مین یہہ خیال گذرے کہ یہہ آثار صحابہ موضوع اور غیر معتبر ہین قابل استدلال نہین جواب اسکا یہہ ہے کہ ائمہ محدثین یعنی امام محمد اور امام ابوجعفر طحاوی اور امام ابوبکر بن ابی شیبہ شیخ بخاری ومسلم اور امام عبدالرزاق اور امام حاکم وغیرہم نے مع صحت رواۃ نقل کیا کامر اور علمار محققین نے اپنی کتب مولفہ مین آثار مذکور کو حجت پکڑا چنانچہ قدوہ انام کمال الدین ابن ہمام نے فتح القدیر مین اور علامہ ابراہیم حلبی نے شرح منیۃ المصلی مین اور شیخ المحدثین سراج الہند مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے فتح سر المنان فی تائید مذہب النعمان اور جامع البرکات مین اور علامہ عینی نے شرح صحیح بخاری مین اور صاحب تنویر الابصار نے اسکی شرح منح الغفار مین اور مولانا بحر العلوم نے ارکان اربعہ مین اور مولانا قاضی ثنار اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری مین اور مولوی احمد علی سہارنپوری نے اپنے رسالہ الدلیل القوی علی ترک القراءۃ للمقتدی مین اور علاوہ انکے اور علما نے بھی آثار مرقوم کو اپنی فتاوی مین استدلال پکڑا پس اگر یہہ آثار صحابہ کرام غیر معتبر یا موضوع ہوتے تو ایسے ایسے علمار متبحر کہ جنکی تحقیق از عرب تا عجم مستند ہے کیونکر اختیار کرتے الغرض علمار موصوفین کا اپنی کتب مین آثار مذکور کا داخل کرنا دو حال سے خالی نہین یا تو علم حدیث مین انکو کمال تبحر تھا بصحت تمام تحقیق کر کے اپنی تصانیف مین داخل کیا یا مطلق علم حدیث جانتے نہ تھے جو کچھ پایا موضوع وغیرہ بھر دیا پس صورت اول یعنی تحقیق وتبحر فی الحدیث ان حضرات کے تمام علما شاہد ومداح ہین اور ثانی یعنی عدم تحقیق کا تو کوئی فرد بشر مقر نہو پس لامحالہ ان علمار کا آثار مذکور کو اپنے فتاوی مین عدم قرارت سورہ فاتحہ خلف الامام پر استدلال لانا کمال صحت پر دلالت کرتا ہے فافہم ولا تکن من المتعصبین حاصل کلام یہہ ہے کہ مذہب امام اعظم فخر عالم حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خلاصہ احادیث صحیحہ راجحہ کا ہے لہذا مولانا لکھنوی اپنے رسالہ منع قرارت خلف امام مین لکھتے ہین خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ اکثر قاصران فہم اوپر احاطہ کرنے تمام روایات احادیث کے اور ترجیح دینے ایک کو اوپر دوسرے کے قدرت نہین رکھتے بعض روایت مرجوحہ یا منسوخہ یا مؤلہ کو مخالف

مذہب حنفیہ کے قرار دیتے ہین یہہ قصور اُنکی تحقیق اور عقل کا ہی نہ قصور مذہب انتہی

فصل چہارم در ادلہ مثبتین مع جواب و توضیح و تاویل

واضح ہو کہ بڑا استدلال قارئین خلف الامام کا یہہ ہی کہ فرضیت فاتحہ کی نص قرآنی سی ثابت ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہے فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ یعنی پڑہو جو میسر ہو قرآن سی اور ظاہر ہی کہ اس آیت سی مطلق قرارت کی فرضیت ہی فاتحہ ہو یا غیر فاتحہ اور پڑہنے والا امام ہو یا مقتدی یا تنہا پہر تخصیص فاتحہ کی بدون مخصص کے ترجیح بلا مرجح ہی اور اگر یہہ کہو کہ حدیث لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اسکی مخصص ہی تو اس صورت مین تغیر رہیگا جو مقصود شارع ہی اور یہہ حدیث آیت مذکورہ کی مفسر بھی نہین ہو سکتی کیونکہ آیت مین کچہہ ابہام نہین اور یہہ جو نووی نے کہا ہی کہ فاتحہ اسلئے مراد ہوئی کہ وہ سہل ہی تو عینی نے اُسکا جواب یہہ دیا کہ سورۂ اخلاص اُس سی بھی سہلتر ہے پہر فاتحہ کے تیسر کے کیا معنی غرضکہ اس آیت سی فرضیت فاتحہ نکالنا زبردستی اور دعوی بلا دلیل ہی پس جب مذکور سی مطلق قرارت کی فرضیت ثابت ہوئی پس مقتدی پر سی یہہ فرضیت اس آیت کے نازل ہونے سی ساقط ہو گئی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا کیونکہ اسکا نزول نماز ہی کے باب مین ہے اجماعا کذا فی الدلیل القوی لمولوی احمد علی السہانپوری آب ہم وہ حدیثین لکھتی ہین کہ جنسی مثبتین پڑہنا سورہ فاتحہ کا خلف امام فرض و واجب تصور کرتے ہین اور محققین حنفیہ رحمہم اللہ نے اُن روایتونکا جواب معقول دیا ہے اَلْاَوَّلُ مَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ یعنی اول وہ روایت جو بخاری اور مسلم اور ترمذی مین بروایت عبادہ بن صامت مروی ہی کہ بیشک رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا کہ نہین کامل ہوتی نماز اُسکی جسنی نہ قرارت کی سورہ فاتحہ وفی سُنَنِ اَبِيْ دَاوٗدَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَصَاعِدًا وَهٰكَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ سُنَنِ النَّسَائِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حدیث اول

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَصَاعِدًا یعنی سنن ابی داود اور مسلم اور سنن نسائی مین بروایت اُسی عبادہ بن صامت کے جسنے بخاری و مسلم مین روایت کیا ہی مروی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین نماز کامل ہوئی اُس شخص کی کہ نہ قرارت کی سورہ فاتحہ اور علاوہ اوسکی یعنی جبتک سورہ فاتحہ اور اوسکے ساتھہ کچہہ اور نہ پڑہیگا نماز اوسکی کامل نہوگی پس بظاہر اس حدیث کے موافق قول مثبتین کے علاوہ سورہ فاتحہ کے بھی مقتدی کو پڑہنا واجب ہوا اور حال آنکہ یہہ سب روایات امام اور منفرد کے حق مین وارد ہوئی ہین نہ مقتدی کیواسطے کیونکہ قرارت مقتدی بذریعہ امام حاصل ہی اُسکو پہر مکرر پڑہنے کی کیا حاجت ہی لہذا ابو داود اپنی سنن مین بعد نقل کرنے اس حدیث کے فرماتے ہین قَالَ سُفْيَانُ لِمَنْ يُّصَلِّيْ وَحْدَهٗ یعنی فرمایا سفیان ابن عیینہ نے کہ یہہ حدیث اُس شخص کی شان مین ارشاد ہوئی جو تنہا نماز پڑہتا ہی آی مسلمانو غور کرو اس بات کو کہ سفیان ابن عیینہ ایک راوی ہین اس حدیث لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ کے جو بخاری اور مسلم مین مروی ہی وہ تو اوسکی معنی بیان فرماتے ہین کہ یہہ حدیث حکم مین منفرد کے بیان ہوئی پس جو لوگ کہ پڑہنا مقتدی کا خلف امام اس حدیث سی سند پکڑتے ہین کیونکر مستند ہوگا علاوہ اسکے اس حدیث کی توضیح بروایت جابر بن عبد اللہ ظاہر ہی جو امام مالک اپنی موطا مین اور ابو عیسی ترمذی اپنی سنن ترمذی مین نقل فرماتے ہین عَنْ اَبِيْ نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا وَرَاءَ الْاِمَامِ یعنی ابو نعیم وہب بن کیسان سے مروی ہی کہ بیشک اُنہون نے سنا جابر بن عبد اللہ سے وہ فرماتے تھے کہ جسنے پڑھی ایک رکعت اس طریق سی کہ نہ قرارت کی اسمین سورہ فاتحہ پس نہین کامل ہوئی نماز اُسکی مگر یہہ کہ پیچھے امام کے ہو یعنی سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم مقتدی کو نہین ہوا بلکہ امام اور منفرد پر وارد ہوا ہی چنانچہ علامہ زرقانی اسکی شرح مین لکھتے ہین قَالَ اَحْمَدُ فَهٰذَا صَحَابِيٌّ تَاَوَّلَ قَوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلٰى مَا اِذَا كَانَ وَحْدَهٗ نَقَلَهُ التِّرْمِذِيُّ یعنی او کان ایا ما لان الاستتار معیار العموم یعنی فرمایا امام احمد رح نے

پس یہہ صحابی ہین یعنی جابر بن عبد اللہ جنہون نے معنی بیان فرمائی حدیث رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کے نہین کامل ہوتی نماز واسطے اُس شخص کے کہ نہ پڑھی سورۂ فاتحہ کہ یہہ
حکم اُسوقت ہے کہ جب منفرد ہو نقل کیا اُسکو ترمذی نے یا امام ہو اسواسطے کہ حرف استثنار
معیار عموم کا ہے پس حدیث مین جو لفظ مَن کا وارد ہوا ہے یہہ عام ہے امام اور منفرد کو اور مقتدی
اِس حکم سے علیحدہ ہو گیا وہکذا فے عزۃ المنیفۃ فی ترجیح مذہب ابیحنیفۃ و قال العینی نے
شرح البخاری فعلی ہذا یکون الحدیث مخصوصًا فی حق المنفرد فلم یبق للشافعیۃ بعد ہذا دعوے
العموم یعنی علامہ عینی شرح بخاری شریف مین تحریر فرماتے ہین پس اوپر اِس تحقیق کے یہ حدیث
یعنی بخاری اور مسلم وغیرہ کی جو اوپر نقل کی گئی مخصوص ہو گئی حق منفرد مین پس نہ باقی رہا
واسطی شافعیہ کے دعوی عموم کا یعنی لفظ مَن کا جو عام تصور کر کے مقتدی کو بھی اُسمین شامل
کرتے ہین یہہ دعوی باطل ہو گیا خلاصہ یہہ کہ حظ مقتدی استماع اور انصات ہے اور قرارت
اُسکی موافق حدیث صحیح مَن صَلّی خلفَ الامام فانَّ قراءۃَ الامام لہ قراءۃٌ کے حاصل ہے جیسا
کہ اوپر لکھا گیا پس باوجود حصول قرارت اگر پھر مقتدی قرارت کریگا تو دو قرارت اُسکو حاصل ہونگی
فلاجرم ترجیح امام پر مقتدی کو ثابت ہوگی اور یہہ امر شریعت مین غیر معہود ہے جیسا کہ مولانا عبد العلی
بحر العلوم ارکان اربعہ مین تحریر فرماتے ہین بجنسہ عبارت اُسکی اوپر منقول ہے والثانی ما رواہ
مسلم وغیرہ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مَن صَلّی صلوۃً لم یقرأ فیہا بامّ
القرآن فہی خداجٌ ثلاثا غیر تمامٍ فقیل لابی ہریرۃ انا نکون وراء الامام فقال اقرأ بہا فی نفسک
دوسری وہ روایت جو مسلم وغیرہ نے حضرت ابوہریرہ رض سے روایت کیا کہ فرمایا رسول خدا صلعم
نے جس شخص نے نماز پڑھی اور نہ قرارت کی اُسمین سورۂ فاتحہ پس وہ نماز ناتمام ہے تین مرتبہ
آپ نے فرمایا پس لوگون نے بعد سننے اِس حدیث کے ابوہریرہ سے دریافت کیا کہ ہم لوگ
جب پیچھے امام کے ہون اُسوقت کیا کرین آپ نے فرمایا اقرأ بہا فی نفسک یعنی اُسوقت
غور و فکر اپنے دل مین کر اور طبیعت کو اپنے منتشر نکر اور تدبر او سکے معانی کا کر پس جو لوگ اِس

قول ابوہریرہ سے پڑھنا مقتدی کا ثابت کرتے ہین اُسکا جواب علامہ عینی وغیرہ نے مفصلاً تحریر
فرمایا قال العینی فی شرح البخاری قلتُ ہذا لا یدل علی الوجوب لانَّ الماموم ماموزٌ بالانصات
فحینئذٍ یحمل ذلک علی انَّ المراد تدبّر ذلک وتفکرہ انتہی یعنی علامہ عینی شرح البخاری
مین تحریر فرماتے ہین کہ جواب دیتا ہون مین یہہ کہ لفظ نہین دلالت کرتا اوپر وجوب قرارت
مقتدی کے اسواسطے کہ مقتدی مامور بالانصات ہے پس اسوقت محمول ہوگا یہہ لفظ اوپر اِس
امر کے کہ مراد اِس سے غور و فکر کرنا ہے قرارت امام کو نہ یہہ کہ زبان سے پڑھے قال الزرقانے
فے شرح الموطا قیل معناہ تدبّرہا اذا سمعتَ الامامَ انْ یقرأہا انتہی یعنی محدث زرقانی شرح
موطا مالک مین تحریر فرماتے ہین کہ بعض محدثین نے معنی اِس لفظ اقرأ بہا فی نفسک کو
بیان فرمایا کہ غور و فکر کرنا ہے سورہ فاتحہ کو جسوقت سنے تو امام کو کہ پڑھتا ہے اُسکو وکذا فی
المرقاۃ حاشیۃ المشکوۃ لعلی القاری وفی تبصیر العینین ما روی المسلم عن ابیہریرۃ وغیرہٖ
لا یدلُّ علے قراءۃِ الفاتحۃِ علی الامام والماموم بل یدلُّ علی وجوب قراءۃِ الفاتحۃ علے المنفرد
والامام انتہی یعنی تبصیر العینین مین مرقوم ہے کہ وہ روایت جو مسلم نے ابوہریرہ وغیرہ سے
روایت کی نہین دلالت کرتی وہ روایت اوپر فرض ہونے قرارت سورہ فاتحہ کے اوپر
امام اور مقتدی کے بلکہ دلالت کرتی ہے اوپر واجب ہونے قرارت فاتحہ کے اوپر منفرد اور
امام کے فقط اور یہی معنی موافق آیہ کلام ربانی اِذَا قُرِئَ القُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَہٗ وَاَنْصِتُوا لَعَلَّکُمْ
تُرْحَمُون کے مطابقت پاتے ہین والثالث ما رواہ ابو داؤد عن ابیہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلعم اُخْرُجْ فَنَادِ فی المدینۃ انہ لا صلوۃَ الا بقرآنٍ ولو بفاتحۃ الکتاب فما زاد ولو بفاتحۃِ
الکتابِ فما زاد یعنی حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہین کہ فرمایا واسطی میرے رسول خدا صلعم نے
کہ جا اور ابوہریرہ پس پکار دے مدینہ مین کہ نہین نماز ہوتی مگر ساتھ پڑھنے قرآن کے اگرچہ
سورہ فاتحہ ہو پھر اوس پر کچھہ اور زیادہ کرے پھر مکرر تاکیدًا ارشاد کیا اگرچہ سورۂ فاتحہ ہو
پھر اوس پر کچھہ اور زیادہ کرے یعنی علاوہ سورۂ فاتحہ کے چند آیہ یا ایک سورہ پڑھے انتہے

والیضا فیہ عن ابی ہریرۃ قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان انادی انہ لا صلوٰۃ الا بقراءۃ
فاتحۃ الکتاب فما زاد یہہ روایت بھی ابوداؤد مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی مروی ہی وہ فرماتی
ہین کہ حکم کیا مجکو رسول خدا صلعم نے یہہ کہ منادی کردون مین کہ نہین ہوتی نماز مگر ساتھہ پڑہنی
سورۂ فاتحہ کے پھر اوسپر کچہہ اور زیادہ کرے یعنی چند آیہ یا ایک سورہ انتہی **فائدہ**
اِن دو نون روایتون سی بھی پڑہنا سورہ فاتحہ کا خلف امام ثابت نہین ہوتا بلکہ روایت اول سے
مطلق قرارت قران ثابت ہوتی ہی اگرچہ سورہ فاتحہ ہو پس امام یا منفرد اگر کچہہ بھی قرآن
سی قرارت نکریگا بلاشک نماز نہوگی اور دوسری روایت مین چند احتمالات وارد ہوتے ہین
اول یہہ کہ اگر قرارت فاتحہ کو فرض تصور کیجیی تو آیۂ کلام ربانی کے خلاف ہوتا ہی کیونکہ آیۃ
فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ سی قرارت عامہ مراد ہی نہ خاص سورہ فاتحہ اور اگر یہہ کہیی کہ
وجوب قرارت سورہ فاتحہ اِس سی مراد ہی تو اُسوقت یہہ کہا جائیگا کہ بلاشک امام اور منفرد
کو پڑھنا سورۂ فاتحہ کا اور اوسکے ساتھہ ایک سورہ یا چند آیا کا پڑہنا بھی واجب ہی چنانچہ
لفظ فما زاد کا اسپر دلالت کرتا ہی کہ علاوہ سورہ فاتحہ کے بھی چند آیہ یا ایک سورہ کوئی بقدر
مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ پڑہی چنانچہ سنن ابی داؤد مین قبل اُن دونون روایتون کے جو اوپر مذکور ہوئی
یہہ تصریح موجود ہی عن ابی سعید قال اَمَرَنَا اَنْ نَقْرَاَ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَمَا تَیَسَّرَ یعنے ابوسعید فرماتے
ہین کہ حکم کئے گئی ہم لوگ یہہ کہ پڑہین سورۂ فاتحہ اور اُسقدر کہ آسان ہو سوا فاتحہ کے
پس کاتب الحروف عرض کرتا ہی کہ یہہ حکم تو امام اور منفرد کے حق مین ارشاد ہوا ہی نہ مقتدی
کیوا سطے پس کیونکر مثبتین قرارت خلف امام اس سی تصور کرتے ہین الغرض دعوی مثبتین
یعنے قرارت خلف امام اِس سی ثابت نہین ہوتا اگر بالفرض والتسلیم ثابت بھی ہوتا تو یہہ دونو
روایت قابل استدلال نہین کیونکہ اِن دونون روایتون مین ایک شخص جعفر بن میمون راوی
ہی اکثر خطا کرتا تھا کما ہو موجود فی التقریب وقال العینی فی شرح البخاری اِنَّ جعفر المذکور
فی سندہ ہو جعفر بن میمون فیہ کلام حتی صرح النسائی انہ لیس بثقۃ یعنے فرمایا علامہ

عینی نے شرح بخاری مین کہ بیشک جعفر مذکور بیچ سند اِس روایت کے جعفر بن میمون
ہی کہ جسکی صداقت مین محدثین کو کلام ہی یہانتک کہ نسائی نے تصریح کی اِس امر مین کہ
وہ غیر ثقہ ہی پس جبکہ ثقاہت اُسکی نزدیک محدثین کے ثابت نہوئی تو روایت اُسکی کیونکر
قابل احتجاج ہوگی انتہی الرابع ما رواہ ابوداؤد وغیرہ عن عُبادۃ بن الصامت قال
کُنَّا خَلْفَ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فِی صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَقَرَءَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فَثَقُلَتْ علیہ القِراءۃُ فلمّا فَرَغَ قال لعلکم تَقْرَءُوْنَ خلفَ امامِکم قلنا نَعَمْ یا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال لا تفعلوا الّا بفاتحۃ الکتاب فانّہ لا صلوٰۃ لِمَنْ لَمْ یَقْرَءْ بہا یعنی عبادۃ
بن صامت فرماتے ہین کہ تھی ہم لوگ پیچھی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے نماز صبح مین
پھر پڑھا رسول خدا صلعم نے پھر گران گذری آپ پر قرارت پس جب فارغ ہوئی نماز سی
فرمایا کہ شاید پڑھتے ہو تم لوگ پیچھی امام اپنی کے عرض کیا لوگون نے کہ ہان یا رسول اللہ
صلعم فرمایا آپ نے نہ پڑہو مگر سورہ فاتحہ پس تحقیق شان یہہ ہی کہ نہین ہوتی نماز اُس
شخص کی کہ جسنی نہ قرارت کی سورہ فاتحہ انتہی **فائدہ** اِس مضمون کی سنن ابی داؤد مین
عبادہ بن صامت سی تین روایت مروی ہین اور ہر ایک مین علت ضعف کی موجود ہے
اول مین ایک راوی محمد بن اسحق بن یسار ہی وہ اِس روایت کو معنعن بیان کرتا ہی اور
وہ شخص نزدیک محدثین کے مدلس اور قدریہ اور شیعہ ہی کما فی التقریب پس جبکہ راوی
مدلس نے عن عن کرکے روایت کی وہ روایت نزدیک محدثین کے قابل استدلال نہین
کما قال النووی فی شرح المسلم قد اتفقوا علی اَنَّ المدلس لا یحتج بعنعنتہ یعنی فرمایا
علامہ نووی رح نے شرح مسلم مین کہ اتفاق ہی تمام محدثین کا اوپر اِس امر کے کہ
بیشک روایت مدلس کی نہین قابل حجت کے ہوتی جسکو عن عن کرکے روایت کی ہی
وکذا فی شرح شرح نخبۃ الفکر لملا علی القاری اور دوسری روایت مین ایک راوی
نافع بن محمود بن ربیع انصاری ہی وہ نزدیک محدثین کے نہایت مستور الحال ہے

کمافی التقریب وہکذا فی الدلیل القوی علے ترک القراءۃ للمقتدی آور تیسری روایت مین
از مولوی احمد علی صاحب ۱۲
مکحول نے خود عبادہ بن صامت سے روایت کی ہے اور حال یہہ کہ مکحول اور عبادہ سے ملاقات
ہونا ثابت نہیں پس چونکہ ہر ایک روایت مین ایک علت موجود ہے لہذا محدثین کے نزدیک
یہہ روایت ضعیف ہے کما قال الزیلعی فی شرح الکنز وحدیث عُبادۃ ضعّفہ احمدُ وجماعۃ
یعنے حدیث عبادہ بن صامت کی جو اوپر مرقوم ہے ضعیف کہا ہے اسکو احمد بن حنبل اور ایک جماعۃ
محدثین نے اور علاوہ اسکی ابوہریرہ نے اسی مضمونکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت
کیا اسمین سورہ فاتحہ کو مطلق ذکر نکیا چنانچہ موطا امام مالک اور مسند امام احمد ابن حنبل اور سنن ابی
داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین وہ حدیث موجود ہے قال ابنُ ماجۃ حدثنا ابو بکر
بن ابی شیبۃ وہشامُ بن عمار قالا ثنا سفیانُ بن عیینہ عن الزہری عن ابن اکیمۃ قال
سمعتُ اباہریرۃ یقولُ صلّی النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بالصحابۃِ صلوۃً نظُنّ انّہا الصبح فقال
ہل قرأ منکم من احدٍ قال رجلٌ انا قال انّی اقولُ مالی انازعُ القرانَ یعنی صاحب سنن ابن
ماجہ فرماتے ہین کہ حدیث بیان کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ اور ہشام بن عمار نے فرمایا
دونو صاحبونے کہ حدیث کی ہم سے سفیان بن عیینہ نے اور انہون نے زہری سے روایت کیا اور
زہری نے ابن اکیمہ سے کہا انہون نے کہ سُنا مین نے ابوہریرہ سے فرماتے تھے کہ نماز پڑہی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھہ اصحاب اپنے کے ہمکو گمان ہے کہ وہ نماز صبح تھی پس بعد
فارغ ہونے کے فرمایا آپ نے آیا قرأت کی ہے کسی نے تم لوگون سے عرض کی ایک شخص نے
کہ مین نے قرأت کی ہے یا رسول اللہ فرمایا آپ نے بیشک کہتا ہون کہ کیا ہوا مجھکو کہ تنازع
کیا جاتا ہون یا تنازع کرتا ہون قرآن مین انتہی اور رواۃ اسکی تمام ثقاہت اور بزرگی مین مشہور
ہین کمافی التقریب اور تبصیر العینین مین مرقوم ہے اقولُ ولم یُنقل فیہ لفظُ الا بامّ القرانِ فعلم انّ
لفظَ الّا بامّ القران مدرجٌ فیہ من قولِ عبادۃَ بن الصامت او من قول نافع بن الربیع او
المکحول فتامل یعنی فرماتے ہین مولانا بشیر الدین احمد بہاری کہ کہتا ہون نہین منقول ہوا

اِس حدیث مین لفظ الا بامّ القرآن کا پس جانا گیا کہ بیشک لفظ الّا بامّ القرآن حدیث مین
محفوظ نہین نزدیک ثقاۃ کے پس احتمال کیا گیا کہ ہو لفظ الا بامّ القران کا مدرج اس حدیث
مین قول عبادہ بن صامت یا قول نافع بن ربیع یا مکحول سے وایضاً فیہ قال الزیلعی فی شرح
الکنز وحدیث عبادۃَ ضعّفہ احمدُ وجماعۃ انتہی وان سُلّم صحۃُ حدیثِ عبادۃ علی زعمہم لا نسلّم انّہ
غیرُ منسوخٍ لانّ ہذا محمولٌ علی الابتدا ثم نُسخت بحدیث ابیہریرۃ لانّ اباہریرۃ متاخرُ الاسلام
فان قلتَ القصۃُ واحدۃٌ فلا یکونُ منسوخاً قلتُ فحصلَ المدّعی وہو انّ لفظ الّا بامّ الکتاب لیس
من حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم بل ہو من قول عبادۃ او نافع بن محمود او مکحول لانّ
اباہریرۃ لم یذکرہ ہذا اللفظ فثبتَ انّ النہیَ فی حق قولہ علیہ السلام لا تفعلوا ولا تقرؤا مطلقٌ ای
لا تقرؤا شیئاً من القرانِ سرّاً او جہراً فی وقتِ قراءۃِ الامام سواءٌ جہر الامامُ او اسرّ وایضاً یبطل
الاستثناءَ قولہ تعالی اِذا قُرِئَ القرآنُ فاستمعوا لہ وانصتوا الایۃ لانّ الاستماع والانصات
مع قراءۃِ الفاتحۃ علی الموتم محالٌ سواءٌ جہر الموتم الفاتحۃ او اسرّ انتہی مافی التبصیر یعنی یہہ
عبارت بھی تبصیر العینین مین مرقوم ہے کہا زیلعی نے شرح کنز مین کہ حدیث عبادہ بن صامت
کو ضعیف ثابت کیا امام احمد اور ایک جماعت محدثین نے انتہی اور اگر تسلیم کیجاوے صحت حدیث
عبادہ بن صامت کی اوپر گمان مثبتین کے تو تسلیم نہین کرینگے ہم کہ وہ غیر منسوخ ہے اسوجہ
سے کہ یہہ محمول ہوگی حدیث اوپر ابتدا کے پہر منسوخ ہوئی وہ ساتھہ حدیث ابیہریرہ کے
کیونکہ ابوہریرہ متاخر الاسلام ہین اگر کہے تو کہ یہہ دونو قصہ یعنی حدیث عبادہ اور ابوہریرہ
کا ایک ہے پس حدیث عبادہ منسوخ نہین جواب دیتا ہون مین کہ اگر دونو حدیث کا قصہ ایک ہے
پس ہمارا مدعا حاصل ہے یعنی لفظ الا بام الکتاب جو کہ روایت مین عبادہ کے وارد ہے حدیث رسول
اللہ صلعم سے نہین بلکہ وہ قول عبادہ یا نافع بن محمود یا مکحول کا ہے اسواسطے کہ ابوہریرہ نے
نہین ذکر کیا اس لفظ کو پس ثابت ہوا یہہ امر کہ بیشک نہی بیچ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے کہ نکرو یا نہ پڑہو مطلق ہے یعنی نہ پڑہو کوئی شی قران سے پوشیدہ یا جہر بیچ وقت

قرارت امام کے برابر ہی کہ جہر سے قرارت کرے امام یا پوشیدہ اور یہی باطل ہی استثنار الامام الکتاب بقول جناب باری تعالیٰ عز اسمہ اذا قری القران الخ اسوا سطے کہ استماع اور انصات ساتھ قرارت فاتحہ کے اور مقتدی کے محال ہی مساوی ہی کہ فاتحہ بہ جہر قرارت کرے مقتدی یا اخفا انتہی مافی تبصیر العینین وکذا فی صلوۃ المسعودی اور مولوی نذیر حسین صاحب سورجگڈھی اپنی رسالہ منع قرارت خلف الامام مین تحریر فرماتے ہین فلا یصح بہذا الحدیث الاستدلال والاعتماد من جہۃ ضعف الراوی انتہی یعنی نہین صحیح ہی ساتھہ اس حدیث کے استدلال اور اعتماد کرنا بسبب ضعف ہونے راوی کے خلاصۃ المرام یہہ کہ احادیث صحیحہ اور روایات مستندہ سی مدعار مثبتین ثابت نہوا بلکہ آیہ کلام ربانی اور حدیث رسول رحمانی اور اقوال و فتاوای اصحاب حبیب یزدانی سی قرارت خلف امام مین ممانعت اور زجر و توبیخ پائی گئی لہذا حضرات ائمہ مجتہدین یعنی امام اعظم فخر عالم حضرت ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح وغیرہم اور جملہ علمار حنفیہ قدما و متاخرین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین اپنی کتب مؤلفات متون و شروح و فتاوی مین تحریر فرماتے آئی کہ مقتدی خلف امام قرآن نہ پڑہی خواہ سورہ فاتحہ ہو یا علاوہ اوسکے اور جو بعض کتب مین امام محمد سی پڑھنا سورہ فاتحہ کا روایت کرتے ہین حقیقت مین وہ روایت امام محمد علیہ الرحمۃ سے مروی نہین کما فی ارکان الاربعہ من فتح القدیر بلکہ امام ممدوح نے اپنی کتاب موطا اور آثار وغیرہ مین روایات ممانعت قرارت خلف امام کو بکثرت نقل فرمایا ہین چنانچہ شامی حاشیہ در المختار مین لکھا ہی حاصلہ ان محمدا قال فی کتابہ الآثار لا نری القراءۃ خلف الامام فی شیٔ من الصلوات یجہر فیہ او یسر و دعوی الاحتیاط ممنوعۃ بل الاحتیاط ترک القراءۃ لانہ العمل باقوی الدلیلین پس وہ روایت جو پڑھنے کی بعض کتب مین امام ممدوح کی جانب منسوب ہی محض غیر معتبر قابل استدلال نہین

فصل پنجم در ذکر ترک قرارت خلف امام بعبارات کتب فقہ

واضح ہو کہ چند عبارات کتب معتبرہ حنفیہ متون و شروح و فتاوی سے اس مقام مین نقل کیجاتی ہین کہ جس سی عوام الناس کو معلوم ہو کہ ہماری علمار حنفیہ رحمہم اللہ تعالے نے

جو کتب فقہ مین فتوی درباب عدم قرارت خلف امام تحریر فرمایا بلا اشک ملخص قرآن و حدیث ہی فی القدوری ولا یقرأ المؤتم خلف الامام یعنی قدوری مین مرقوم ہی اور نہ قرارت کری مقتدی پیچھے امام کے وفی کنز الدقائق ولا یقرأ المؤتم بل یستمع وینصت اور کنز الدقائق مین لکھتی ہین کہ نہ قرارت کرے مقتدی بلکہ سنی اور چپکا رہی وہکذا فی ملتقی الابحر یعنی ایسا ہی ملتقی الابحر مین بھی موجود ہی وفی مختصر الوقایہ وینصت المؤتم اور مختصر الوقایہ مین مرقوم ہی کہ چپکا رہے مقتدی یعنی ہرگز قرارت نکری کسی نماز مین وفی الدر المختار والمؤتم لا یقرأ مطلقا ولا الفاتحۃ فی السریۃ اتفاقا وما نسب لمحمد ضعیف کما بسطہ الکمال یعنے اور در مختار مین لکھتے ہین کہ مقتدی قرارت نکرے نہ جہری نماز مین نہ سری مین اور نہ سورہ فاتحہ پڑہے نماز سری مین بھی باتفاق امام اعظم حضرت ابو حنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ کے اور جو قول کہ امام محمد کی طرف منسوب ہے کہ سری نماز مین مقتدی کو احتیاطا سورہ فاتحہ پڑہنا مستحب ہی وہ محض ضعیف ہی قابل استدلال نہین چنانچہ اسکو کمال نے مشرح بیان کیا ہی انتہی اور حاشیہ شامیہ کی عبارت اوپر ہمنی بھی نقل کی ہی جسمین قول امام محمد رح کا مندرج ہی فان قرأ کرہ تحریما وتصح فی الاصح یعنی پس اگر مقتدی پڑہیگا تو مرتکب کراہت تحریمی کا ہوگا اور نماز ہو جاویگی بیچ قول صحیح تر کے وفی درر البحار عن مبسوط خواہرزادہ انہا تفسد ویکون فاسقا وہو مروی عن عدۃ من الصحابۃ فالمنع احوط اور درر البحار مین مبسوط خواہرزادہ سی منقول ہی کہ امام کے پیچھے قرارت کرنے سی نماز فاسد ہوتی ہی اور پڑہنی والا فاسق ہوتا ہی اور قرارت کا ممنوع ہونا کتنے صحابہ کرام سی مروی ہی پس ترک قرارت مین احتیاط ہی **فائدہ** حاشیہ شامیہ مین لکھتی ہین کہ خزائن اور کافی مین ہی کہ منع کرنا مقتدی کو قرارت سی ماثور ہی اسی نفر اصحاب کبار سی جنمین حضرت علی مرتضی اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین ہین انتہی بل یستمع اذا جہر وینصت اذا اسر لقول ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ کنا نقرأ خلف الامام فنزل واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا انتہی

مافی الدر المختار یعنی بلکہ مقتدی امام کو سُنی جب وہ بلند پڑھے اور چپ رہی جب آہستہ
پڑھے واسطی قول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ ہم لوگ پیچھے امام کے پڑہا کرتے تھے پس یہہ
حکم خدا نازل ہوا کہ جب قرآن پڑہا جاوی نماز مین تو سنو اوسکو اور چپ رہو تمام ہوئی عبارت
درمختار کی و فے جامع الرموز یسکت المؤتم سواء کان مدرکا او لاحقا او مسبوقا وفیہ اشارۃ
الی انہ یکرہ القراءۃ خلف الامام وعن الشعبی ادرکت سبعین بدریا کلہم علی انہ لا یقرا خلف
الامام کما فی الکرمانی انتہی یعنے جامع رموز مین مرقوم ہی کہ سکوت کری مقتدی مساوی ہے
کہ مدرک ہو یا لاحق یا مسبوق اور اسمین اشارہ ہی اسجانب کہ بیشک مکروہ ہی پڑھنا پیچھے امام
کے اور شعبی کہ نام انکا عامر بن شراحیل ہی نہایت جلیل القدر تابعین سے ہین وہ فرماتے
ہین کہ ملاقات کی مین نے ستر اصحاب بدر سے وہ سب متفق اوپر اس امر کے تھے کہ نہ قرارت کری
پیچھے امام کے جیسا کہ کرمانی مین موجود ہی ختم ہوا مضمون جامع رموز کا **فائدہ**
فضیلت شعبی تابعی کی علامہ ابن حجر تقریب مین تحریر فرماتے ہین عامر بن شراحیل الشعبی بفتح
المعجمۃ ابو عمرو ثقۃ مشہور فقیہ فاضل من الثالثۃ قال مکحول ما رایت افقہ منہ مات بعد
المائۃ انتہی یعنی عامر بن شراحیل شعبی بفتح شین کنیت انکی ابو عمرو ہی ثقاہت مین نہایت
مشہور فقیہ اور فاضل ہین طبقہ سوم سے ہی کہا مکحول نے کہ نہین دیکھا مین نے فقیہ زیادہ ان سے
کہ یکو انتقال کیا بعد سنہ ایکسو ہجری کے فقط وفی الہدایۃ ولا یقرا المؤتم خلف الامام
خلافا للشافعی فی الفاتحۃ لہ ان القراءۃ رکن من الارکان فیشترکان فیہ ولنا قولہ علیہ
السلام من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ وعلیہ اجماع الصحابۃ وہو رکن مشترک
بینہما لکن حظ المقتدی الانصات والاستماع قال علیہ السلام واذا قرا فانصتوا انتہی
یعنے ہدایہ مین مرقوم ہی کہ نہ قرارت کرے مقتدی پیچھے امام کے بخلاف امام شافعی کے سورہ
فاتحہ مین کہ انکے نزدیک قرارت ایک رکن ہی ارکان نماز سے پس شریک ہونگے امام اور
مقتدی اس رکن مین اور دلیل ہماری علمار حنفیہ کی قول رسول اللہ صلعم ہی کہ فرمایا

آپ نے جو شخص کہ ہو واسطے اوسکے امام پس قرارت امام کی واسطے اسکی قرارت ہی یعنی پڑھنا امام
کا عین پڑہنا مقتدی کا ہی اور اسی پر اجماع ہی اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور وہی قرارت
رکن مشترک بھی ہی درمیان امام اور مقتدی کے لیکن حصہ مقتدی کا چپ رہنا اور سُننا ہی فرمایا
رسول خدا نے جسوقت قرارت کری امام پس چپ رہو فقط وفی شرح الوقایۃ ولا یقرا المؤتم بل یستمع وینصت قال اللہ
تعالی واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا وقال علیہ السلام اذا کبر فکبروا واذا قرا فانصتوا وقال
علیہ السلام من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ وقال علیہ السلام مالی انازع فی القرآن سکوت
الامام لیقرا المؤتم قلب الموضوع انتہی یعنی شرح وقایہ مین مرقوم ہی اور نہ قرارت کری مقتدی
بلکہ سُنی اور چپ رہی فرمایا اللہ جلشانہ نے اور جسوقت پڑہا جاوی قرآن پس سنو اسکو اور چپ
رہو اور فرمایا رسول خدا صلعم نے جب اللہ اکبر کہے امام پس تم سب اللہ اکبر کہو اور جب قرارت
کری امام پس چپکے رہو اور فرمایا آنحضرت صلعم نے جو شخص کہ ہو واسطے اوسکے امام پس قرارت
امام کی عین قرارت اسکی ہی اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کیا ہوا مجکو کہ تنازع کرتا ہون مین یا
تنازع کیا جاتا ہون مین قرآن مین اور چپ رہنا امام کا تاکہ پڑھے مقتدی یہہ قلب موضوع ہی اور
اوسکے حاشیہ چلپی مین لکھتی ہین **قولہ** وسکوت الامام جواب سوال مقدر تقدیرہ لم لا یجوز
ان یکون انتفاء المنازعۃ لسکوت الامام لیقرا المؤتم فاجاب بان الشارع وضع الامام لیقرا
ویسکت المؤتم فاذا قلب وجد قلب الموضوع انتہی یعنی جو صاحب شرح وقایہ نے فرمایا کہ
چپ رہنا امام کا تاکہ پڑہی مقتدی یہہ جواب ہی ایک سوال مقدر کا وہ سوال یہہ ہی کہ کیونکر نہین
جائز ہی یہہ امر کہ ہو نفی منازعت کی بسبب سکوت کرنے امام کے تاکہ پڑھے مقتدی یعنے اگر
امام اتنی دیر چپ رہی کہ مقتدی الحمد پڑہ لے تب بھی منازعت نہوگی پس جواب دیا صاحب
شرح وقایہ نے بانیطور کہ شارع نے مقرر کیا امام کو تاکہ قرارت کری اور چپکا کھڑا رہی مقتدی
پس جبکہ برعکس اسکے کیا یعنی مقتدی نے قرارت کی اور امام نے سکوت کیا تو پایا گیا برعکس
مقرر کیے گئی کے فقط وفی فتاوی السراج المنیر یکرہ قراءۃ المقتدی خلف الامام ہو الاصح

فانہ تفسد الصلوٰۃ عند عدۃ من الصحابۃ انتہی یعنی فتاوی سراج المنیر مین لکھتے ہین کہ مکروہ ہی قرارت کرنا مقتدی کو پیچھی امام کے یہی قول اصح ہی پس تحقیق شان یہہ ہی کہ فاسد ہوتی ہی نماز نزدیک کتنی اصحاب کے وفی السراجیۃ قراءۃ المقتدی خلف الامام خطاءٌ یعنی فتاوی سراجیہ مین مرقوم ہی کہ قرارت کرنا مقتدی کو پیچھے امام کے گناہ ہی وکذا فی القاضی خان یعنی اور ایساہی فتاوی قاضی خان مین موجود ہی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی کتاب مالابدمنہ مین لکھتی ہین کہ نزد امام اعظم رح مقتدی را قرارت حرام ست یعنی مقتدی کو قرآن پڑہنا پیچھی امام کے موافق تحقیق اعظم رح کے حرام ہی اور مجموعہ سلطانی کہ بعہد سلطان محمود بن سبکتگین تمام علماء سلطنت نے متفق ہوکر جمع کیا اُسکو عرصہ قریب نوسو برس کے ہوا اسمین لکھتی ہین سوال مقتدی را فاتحہ خواندن شاید یا نہ جواب نہ یعنی اسمین اول سوال کیا کہ مقتدی سورہ فاتحہ پڑہی یا نہین بعد ازان جواب دیا کہ نہین اور فتاوی برہنہ اور صلوٰۃ مسعودی مین بھی یہہ بات شرح وبسط کے ساتھہ ادلہ علماء حنفیہ کو تحریر فرمایا ملخص اُسکا یہہ ہی کہ جمیع علماء محققین حنفیہ کے نزدیک قرارت خلف امام ثابت نہین الغرض اسیطرح سی تمام کتب حنفیہ قدیمہ اور جدیدہ مین موجود ہی اور اسی پر عمل اور فتوی اکثر مشاہیر صحابہ کرام خصوصاً خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اور تابعین اور ائمہ مجتہدین یعنی حضرت ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد اور جملہ علماء حنفیہ رحمہم اللہ فیضہم الی یوم الدین کا آجتک با تواتر معمول چلا آیا ہی پس مقلدین حنفیہ کو چاہیئی کہ اسپر ثابت رہین اسقدر واسطی سائلین کے کافی ہی اور زیادہ تحقیق مع شرح تمام کتب مین موجود ہی من شاء فلینظر الیہا اللہم ثبتنا علی طریق الحق والیقین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۰ تمت الرسالۃ بعون اللہ الملک العزیز العلام فی اواخر ربیع الثانی سنہ ۱۲۷۲ ہجری علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام ؞ ؞ ؞

اجاب فاصاب وافاد فاجاد
محمد احسن الصدیقی النانوتوی

محمد اسمٰعیل ۱۲

۱۲۷۹ھ محمد احسن عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہتاہی فقیر حقیر محمد رضا علی بن مفتی مولوی سخاوت علی بن مولوی مفتی محمد ابراہیم بن ملا محمد عمر البنارسی الفاروقی الحنفی القادری النقشبندی المجددی فقیر نے اس رسالہ درۃ النظام کو اول سی آخر تک دیکھا فی الحقیقۃ جو کچھہ کہ اسمین مرقوم ہی صحیح اور درست ہی موافق تحقیق ہماری علماء حنفیہ کے سلف سی آجتک ہم مقلدین احناف کو لازم ہی کہ اس مسئلہ محققہ مین ہرگز سخن غیر مقلدین کا جو خلط ملط مذہب مین کرتے ہین سنین اور طریقہ مسلوکہ سلف اور خلفا پر قائم رہین اور یہہ مسئلہ زمانہ صحابہ اور تابعین سی آجتک بہت اچھی طرح چھن چکا ہی اسمین کچھہ حاجت تنقیح اور تحقیق جدید کی نہین اور مسلمان بھائی اس مسئلہ مین وسوسون مین کسی بہکانیوالیکی نہ آئین اور اپنی اعتقاد اور ایمان کو سلامت رکھین ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ؞

تاریخ کرد چون تالیف این دُر النظام	خالصاً از بہر نفع خاص وعام
حافظ اسمٰعیل صالح نیکنام	نام تاریخش مرغوب دلی ۱۲۷۲ھ
فاضل وواعظ طبیب بیمثال	بار ضا گفت ہاتف شیرین کلام
	ای محمد رضا علی ۱۲

۱۲۷۳ھ مہر مولوی رضا علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقیر محمد امانت اللہ ابن حضرت مولانا محمد فصیح الغازیپوری نے اس رسالہ درۃ النظام کو بنظر غور وتامل دیکھا سو آوی حافظ محمد اسمٰعیل صاحب کی تحقیق لازوال ریحال محظوظ ہوا لاریب تحقیق مسئلہ اسیکا نام ہی صاحب بصیرت کو بلاشک دُر نظام ہی ہر ہر حدیث اسکی در شاہوار ہی روات کی تحقیق بر آن مستزاد ہی حقیقت یہہ ہی کہ عنوان تحریر بہت مرغوب شائستگی عبارت سی نافہم مرغوب ہی آہ بھائی مسلمانو آنکہہ کہول کر دیکھو اس ہندوستان مین دو چار کتاب پڑھکر نئی نئی مسئلے نکالتی ہین اور لوگ نافہم دو چار جو اونکی پیروی کرتے ہین تو ابو حنیفہ وقت بننی کا قصد ہوتا ہی نعوذ باللہ

من ذلک ۔ فقیر مژدہ دیتا ہی برادران اہل اسلام کو کہ یہہ رسالہ اَدِلّہ و براہین سے بھرا ہوا بہت
خوب مرغوب ہی ہر مسلمانکا ہی اللہ تعالی سب بھائی مسلمانونکو راہ راست نصیب فرماوے اور اسی طریقہ اسلمۃ
ہم سب بھائی مسلمانونکو چلاوے آمین یا رب العالمین ۝ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وھو
حَسْبِی وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ۝ فقیر محمد امانت اللہ فصیحی عفی عنہ

محمد امانت اللہ عفی عنہ ۱۲۹۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہہ رسالہ درۃ النظام نہایت صحیح اور درست ہی عدم قرارت خلف الامام مین الیسا رسالہ مفصل اور
جامع دیکھنی مین نہین آیا مولوی حافظ محمد اسمعیل صاحب نے اِس مسئلہ کے استدلال مین کوشش بلیغ
فرماکے راہ راست ظاہر کی ہے الحق یَعْلُو ولا یُعْلٰی فقط

سید عبد اللہ ۱۲۹۰

ملخص عبارت استفتاء سابق

جوکہ ۱۲۸۶ھ ہجری مین لکھا تھا مع تصویب تقریر و مواہیر علماء دہلی کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السوال کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ پڑھنا سورہ فاتحہ کا مقتدی کو پیچھے امام کے موافق
تحقیق حضرت امام ابو حنیفہ رح اور علماء حنیفہ رح کے ثابت ہی یا نہین کتب معتبرہ سے بیان فرماوین ۝
الجواب صورت مذکورہ مین حنفی کو سورہ فاتحہ خلف امام پڑہنا حسب تحقیق حضرت امامنا و مقتدانا
امام اعظم فخر عالم حضرت ابو حنیفہ کوفی رح اور تمام علماء حنفیہ رح کے مکروہ تحریمی ہی کما صرح بہ فی الکتب
من المتون والشروح والفتاوی وفی الدر المختار والمؤتم لا یقرء مطلقا ولا الفاتحۃ فی السریۃ اتفاقا
وما نسب لمحمد رح ضعیف کما بسطہ الکمال فان قرء کرہ تحریما الخ وہکذا فی جامع الرموز و شرح الوقایۃ
والہدایۃ و شرح المشکوۃ للشیخ المحدث الدہلوی رحمہ اللہ تعالی وغیرہا الی آخر الفتوی ۝ وھو العلیم الخبیر
وھو حسبی ونعم الوکیل کتبہ العبد الذلیل محمد اسمعیل البنارسی عفی عنہ ذنبہ ۝ من اجاب فقد اصاب

محمد اسمعیل ۱۲۸۲

محمد شاہ ۱۲۷۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلم انّ دلائل اِمامنا الاعظم فی عدم قراءۃ الفاتحۃ ظاہرۃ و باہرۃ و موثقۃ لمن لہ بصیرۃ فی الدین
وجواب ہذا صحیح ست لا ریب فیہ عن عطاء بن یسار انہ سأل زید بن ثابت
عن القراءۃ مع الامام فقال لا قراءۃ مع الامام فی شیء رواہ مسلم فی باب سجود السہو ۝
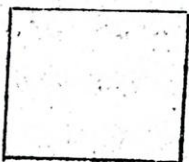
بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواب ہذا صحیح و درست است و مولوی نذیر حسین در رسالہ منع قرارت خلف امام مؤلفہ خود کہ مسودہ اش
دستخطی اوشان نزد فقیر موجود است مینویسند اعلم انّ قراءۃ الفاتحۃ فی حق المنفرد والامام واجب واما فی حق المؤتم
فممنوع عند الحنفیۃ ذوی الافہام و تمسکہم بہذا المرام ما روی من الصحابۃ الکرام مثل جابر بن عبد اللہ و
ابن عباس و ابن عمر و ابی ہریرۃ و ابی سعید الخدری و انس بن مالک و عمر بن الخطاب و زید بن ثابت و ابن مسعود
و علی رض وغیرہم من ہؤلاء العظام کما قال العینی فی شرح صحیح البخاری وغیرہ انہ قد روی منع القراءۃ عن
ثمانین نفرا من کبار الصحابۃ منہم المرتضی والعبادلۃ الثلاثۃ و اسامیہم عند اہل الحدیث والآثار وکذا قال
الشیخ یعقوب فی خیر الجاری و الملا عابد السندی فی المواہب اللطیفۃ قال مالک فی موطائہ عن نافع ان
عبد اللہ بن عمر کان اذا سئل ہل یقرء خلف الامام قال اذا صلی احدکم خلف الامام فحسبہ قراءۃ الامام
واذا صلی وحدہ فلیقرأ قال وکان عبد اللہ بن عمر لا یقرء خلف الامام واخرج الطحاوی فی مشکل الآثار
ومعانی الآثار عن عبید اللہ بن مقسم انہ سأل ابن عمر و زید بن ثابت و جابر بن عبد اللہ فقالوا لا تقرء
خلف الامام فی شیء من الصلوۃ و روی البیہقی فی سنن الکبری و محمد بن الحسن الشیبانی فی موطأ
عن ابی وائل قال سئل عبد اللہ بن مسعود عن القراءۃ خلف الامام قال انصت فان فی الصلوۃ لشغلا و
یکفیک ذلک الامام وفی روایۃ للبیہقی عن ابن عمر انہ کان یقول من صلی وراء الامام کفاہ قراءۃ
الامام وقال البیہقی بعد ہذا ہو الصحیح یعنی عن ابن عمر و سئل زید بن ثابت عن القرءۃ مع الامام قال لا تقرء
وفی روایۃ عنہ من قرء وراء الامام فلا صلوۃ لہ ہذا ما روی البیہقی فی سنن الکبری من شاء فلینظر
فیہ واخرج ابو بکر بن ابی شیبۃ فی المصنف عن زید بن ثابت رض قال من قرء خلف الامام فلا

صلوٰۃ لہ وعن ابن ابی لیلی عن علی رض قال من قرأ خلف الامام فقد اخطأ الفطرۃ وعن الیدین قیس ہو
من الثقات کما فی کتب اسماء الرجال قال سالت سوید اأقرأ خلف الامام فی الظہر والعصر قال لا وکان
سوید لا یقرء خلف الامام انتہی وقال فی موضع آخر وما روی عبادۃ بن الصامت الدارقطنی وغیرہما
بلفظ لا تجزی الصلوٰۃ لمن لا یقرء بفاتحۃ الکتاب فجوابہ بوجوہ شتی الاول ان مستثنا ہذا الحدیث
محذوف ای لا صلوٰۃ لمن لا یقرء بفاتحۃ الکتاب الا ان یکون وراء الامام ہکذا قال جابر بن عبد اللہ
رواہ البیہقی فی السنن الکبری وصححہ من شاء فلینظر فیہ والوجہ الثانی انہ لیس فی شئ من الاحادیث
بیان القراءۃ خلف الامام الا ما اخرجہ ابن حبان من حدیث ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلعم
لا تجزی صلوٰۃ لا یقرء فیہا بفاتحۃ الکتاب قلت وان کنت خلف الامام قال فاخذ بیدی وقال
اقرأ فی نفسک فیضاہ دلیعارضہ بما رواہ السفیانان ابن منیع فی مسندہ والامام کما تقدم لوجہ التمام
فسقط الاحتجاج بما رواہ ابن حبان لان حدیث الامام مرجح علیہ باعتبار درجۃ الامام بالاحترام
والسند العالی المقام والوجہ الثالث ان حدیث عبادۃ بن الصامت محتج بہ الخصم مع ان احد
راویہ محمد بن اسحق بن یسار مدلس رمی بالقدر والتشیع کما قال صاحب التقریب ہو غیر ثقۃ بالاتفاق
بل عند البعض مجروح کما قال العینی فی شرح الہدایۃ والشیخ عبد الحق فی تکملۃ اسماء الرجال علی المشکوٰۃ
وثبت عند جمیع المحدثین ان المدلس غیر الثقۃ اذا قال عن فلان لا یحتج بحدیثہ فلا یصح بہذا
الحدیث الاستدلال والاعتماد من جہۃ ضعف الراوی وما رواہ ابن عدی من حدیث عمران بن
حصین رض قال سمعت النبی صلعم لا تجزی صلوٰۃ لا یقرء فیہا بفاتحۃ الکتاب وآیتین فصاعدا ففیہ
عمرو بن یزید الراوی قال ابن عدی ہو ضعیف منکر الحدیث وقس علی ہذا الطرق الاخری الی
آخرہا فی الرسالۃ المذکورۃ واللہ اعلم بالصواب ؎ حررہ محمد ضیاء الدین

الجواب صحیح — الجواب صحیح

۱۲۶۱
ضیاء الدین احمد
فقیر خواجہ

المجیب مصیب — جواب صحیح است — الجواب صحیح — جواب صحیح است بلاریب — الجواب صحیح

سبحان بخش ۱۲۸۵ — العبد محمد ابراہیم — محمد سعید ۱۲۸۴ یوسف عبدہٗ — العبد احمد حسن — محمد تقی خان ۱۲۸۰

اصاب من اجاب — الجواب صحیح — الجواب صحیح — الجواب صحیح

محمد عبد القادر ۱۲۸۴ عبدہٗ — محمد منصور علی ۱۲۸۳ یوسف — محمد عبد العزیز ۱۲۶۷ — محمد رشید الدین خان ۱۲۸۱ محمد سدید الدین بن

۱۲۲۶
سید محمد رحمت علیخان بہادر میر عدل مفتی
ضیاء الفقہاء مفتی عدالت العالیہ سلطانی
محمد یوسف علیخان بہادر ابن سراج العلماء مفتی
سعید الدولہ عزیز الملک سید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحق یہہ رسالہ درۃ النظام بالکہ من جمیع الوجوہ احسن الکلام ہی اول سی آخر تک دیکہا نہایت خوش
عبارتی وغایت حسن بیانی کے ساتھہ مرتب ہوا اور جو کچہہ درباب مسئلہ متنازعہ فیہا اس رسالہ مین مندرج
ہی نہایت صحیح و درست ہی اہل ایمان کو لائق ہی کہ اسکو بطور تحصیل کے سبق سبق پڑہکر جو لوگ حرف
شناس نہوں اپنے دوستوں آشناؤں عزیزوں کو سمجہاوین کیونکہ اسی نظر سی مؤلف سلمہ اللہ تعالی نے
عبارت اردو نہایت سہل عام فہم مین تحریر فرمایا ہے ؎ العبد الفقیر الحقیر کثیر التقصیر محمد بدر الدین
بن مولانا محمد معین الدین المکی المشتہر بہ الدہلوی البنارسی الجونفوری الشمس فوری ❊

۱۲۶۸
محمد بدر الدین ماتریدی صدیقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم - مولوی اسمعیل صاحب نے جواب بہت صحیح وحق لکھا ع خاموشی از ثنای
توحد ثنای تو ؛ جزاه اللہ خیرا

العبد
علی اشرفخان خلف مولانا المولوی خادم حسینخان رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم - حافظ مولوی اسمعیل صاحب نے درحقیقت بہت شرح وبسط کے
ساتھ بروایات معتبرہ وتحقیقات کافیہ کے اس رسالہ کو تحریر فرمایا صحیح و درست ہی اور غالب ہی کہ
انکی یہہ سعی مشکور مسلمانونکی ہدایت کو کافی ہوا اور فی الواقع سورۂ فاتحہ پڑھنا مقتدی کو امام کے
پیچھی کسیطرح جائز نہین ہی اور تمام علماء حنفیہ بالاتفاق والاجماع اسکی ممانعت کرتے آئی ہین امام
ابحنیفہؒ کے زمانہ سی ابتک اور قبل امام ابحنیفہؓ کے اتفاق و اجماع صحابہ کا بھی ممانعت قرءۃ فاتحہ
خلف الامام پر ثابت ہی اور اس ممانعت پر کتاب و سنت و اجماع وقاعدہ اصول چارون دلیلین
موجود ہین فقط واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب ۵

العبد
الضعیف الفقیر الراجی الی رحمۃ ذی القوی المتین محمد المدعو بہ قطب الدین الحنفی
مسلکا القادری طریقۃ الکہنوی موطنا غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ ؛؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم - قد رأیت ہذہ الرسالۃ الانیقۃ التی حررہا الشفیق الخلیل اللوذعی
الالمعی الحافظ المولوی محمد اسمعیل البنارسی من اولہ الی اخرہ حرفا حرفا فوجدت مملوا بالصدق
والصواب واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب ۵ کتبہ ابو الامجد المدعو بمحمد عبد الصمد عفی عنہ وذنبہ ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم - حامدا ومصلیا ومسلما اما بعد فیقول العبد الضعیف محمد عارف بن
قاضی امیر اللہ الفیشاوری وطنا والجعفری نسبا والحنفی مذہبا والقادری مشربا اذا وصلت
ہذہ الرسالۃ الی من تصنیف المولوی الحافظ محمد اسمعیل البناوسی ادام اللہ فیوضہ والقاہ وسالے
المدارج العالیۃ رقاہ حین الاقامۃ فی بلدۃ تدعی لغار نیغور افاض اللہ علی اہلہا السرور رأیتہا
کالدرر وقد کشفت الظلمۃ بین الاخوان بعون الملک المنعام ۵

عفی عنہ
محمد عارف ۱۲